محبت اور پاکدامنی

تالیف

حافظہ نیلوفر بنت علی
(طالبہ: الکلیۃ السلفیۃ للبنات سرینگر)

نظر ثانی

فضیلۃ الشیخ منظور احمد گورکھو المدنی حفظہ اللہ
(استاذ: الکلیۃ السلفیۃ للبنات سرینگر)

ناشر

سلفی ریسرچ سینٹر خیر پورہ
آرونی اسلام آباد کشمیر

سلسلہ مؤلفہ: 05

نام کتاب	:	محبت اور پاکدامنی
مؤلفہ	:	حافظہ نیلوفر بنت علی
تقریظ	:	فضیلۃ الشیخ منظور احمد گورکھو المدنی
معاون کمپوزر	:	مظفر احمد راتھر
ناشر	:	سلفی ریسرچ سینٹر خیر پورہ آرونی اسلام آباد کشمیر
تعداد اشاعت	:	1100
رابطہ نمبرات	:	9858452407/7006962508
قیمت	:	

انتساب

ان نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے نام جو عشقِ مجازی کے
شیطانی پھندے سے آزاد ہو کر معبودِ برحق کی حقیقی محبت
میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔

فہرست موضوعات

تقریظ

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین وبعد!

اللہ رب العالمین نے بنی نوع انسان خصوصاً مسلمانوں کو جن نعمتوں سے نوازا ہے ان میں نعمتِ عظمیٰ کی حیثیت سے جو مقام رکھتی ہے وہ ہے انسان کی عزت۔ انسان اپنی ذات تک نقصان پہنچنا برداشت کرسکتا ہے، لیکن عزت کو کوئی نقصان پہنچے وہ انسان قطعاً برداشت نہیں کرسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی انسان کی عزت ووقار کی اہمیت کو اُجاگر کرکے اس کے نقصان کے وہ تمام راستے ممنوع قرار دئے جن سے انسان کی عزت کو کسی بھی قسم کا نقصان پہنچ سکتا ہے۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو پاکیزہ اور باعزت زندگی گذارنے کا نہ صرف حکم دیا بلکہ وہ تمام اسباب ووسائل مہیا فرما کر ان کو اختیار کرنے کا حکم دیا جن سے انسان کی عزت و پاکدامنی محفوظ رہ سکتی ہے۔

آپکے ہاتھوں میں یہ کتاب "محبت اور پاکدامنی" انہی اسباب اور وسائل کی ایک کڑی ہے جو ہماری چھوٹی بہن طالبہ الکلیۃ السلفیۃ للبنات حافظہ نیلوفر بنت علی کی محنتِ شاقہ کا نتیجہ ہے۔ مؤلفہ نے کتاب کو تیار کرنے میں کافی محنت اور لگن سے کام لیا ہے جس سے نہ صرف ان کی علمی جستجو اور خیر خواہی کی عکاسی ہوتی ہے بلکہ ان کی یہ کاوش اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جمعیۃ اہلحدیث جموں وکشمیر کے اعیان واکابرین کا لگایا ہوا پودا (الکلیۃ السلفیۃ للبنات) اب ثمر دار شجر بن چکا ہے بلکہ اپنا پھل بھی دینے لگ گیا ہے اور آج اسی پھل کا یہ لذیذ میوہ آپ کے مائدہ مطالعہ پر موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مؤلفہ کی یہ علمی کوشش ان کے حق میں اور ان کے والدین اور

امت مسلمہ کے حق میں نفع کا باعث بن جائے اور اللہ تعالیٰ مؤلفہ کے قلم میں مزید روانی عطا فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی محمد وآلہ وأصحابہ أجمعین

منظور احمد گورکھو

استاذ: الکلیۃ السلفیۃ للبنات

تاریخ: 13/ستمبر 2017ء بمطابق 21/ذی الحجۃ 1438ھ

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی الذی أرسلہ اللہ ھادیاً إلی صراط مستقیم وعلی آلہ و صحبہ أجمعین و من تبعھم بإحسانٍ إلی یوم الدّین۔

أما بعد! اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے۔اس میں کامیاب زندگی گزارنے کے لئے ٹھوس،مضبوط اور مبنی برحقیقت اصول موجود ہیں۔ان اصولوں پر کما حقہ عمل کرنے سے ہی انسان دنیا و آخرت میں فائز المرامی سے سرفراز ہوسکتا ہے۔چنانچہ جب ان اصولوں سے روگردانی کی جاتی ہے تو زندگی کا نظام درہم برہم ہوجاتا ہے اور مختلف ناگفتہ بہ مسائل جنم لیتے ہیں۔انسان کو سعادت دارین حاصل کرنے کے لئے پاکدامن ہوکر زندگی گزارنی ضروری ہے۔ پاکدامنی ایک ایسا گوہر نایاب ہے جس سے ایک مومن کو متصف ہونا ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں پاکدامن رہنے والوں کی جابجا تعریف فرمائی ہے۔اسلام نے پاکدامنی کے تحفظ کے لئے نہایت ہی خوبصورت رہنمائی کی ہے اور اس مومنانہ صفت کی حفاظت کے لئے بہت ہی محکم احکام ذکر فرمائے ہیں، جیسے بدنظری سے پرہیز،اختلاط مرد وزن سے اجتناب وغیرہ۔فحاشی کی تمام صورتوں کو اللہ تعالیٰ نے بایں الفاظ حرام قرار دیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ... الآیة﴾۔

[الاعراف:33]

''آپ فرمایئے! کہ البتہ میرے رب نے صرف حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو اعلانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں......''

چنانچہ مغربی تہذیب کی یلغار سے متاثر ہوکر دورِ حاضر کے مسلمانوں کی اکثریت نے

پاکدامنی کے الٰہی اور نبوی زریں اصولوں کو تار تار کیا ہے اور نتیجتاً معاشرہ بے راہ روی، بد نگاہی، بدکاری جیسے مسموم امراض سے جہنم کا منظر پیش کررہا ہے،جس کو دیکھ کر ہر دیدۂ بینا رکھنے والے کا دل خون کے آنسو روتا ہے۔

مسلمانوں میں اس موضوع کی اہمیت اور ان اصولوں سے روگردانی کی سنگینی اُجاگر کرنے کے لئے سلف سے لے کر خلف تک علمائے حق نے بہت سی کتابیں تالیف کیں۔ جن میں علامہ ابن القیم رحمہ اللہ کی ''دوائے شافی''،''روضة المحبین''،علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ کی ''ذم الھویٰ''،شیخ محمد صالح المنجد حفظہ اللہ کی ''دل کی اصلاح''،''دل کا بگاڑ''،وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ یہ کتابچہ بھی اسی سلسلۃ الذھب کی ایک چھوٹی سی کڑی ہے۔اس کتاب کا مقصدِ تالیف یہ ہے کہ نوجوان طبقہ پر خواہ وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں مرضِ عشق کی خطرناکی اور سنگینی اور پاکدامن زندگی کی اہمیت واضح ہوجائے۔ میں نے اس کتابچہ میں صرف ان احادیث سے استدلال کیا ہے جو محدثین کرام کے نزدیک صحیح یا حسن درجہ کی ہیں۔

میں انتہائی زیادہ شکرگزار ہوں اپنے مشفق استاد فضیلۃ الشیخ منظور احمد گورکھو المدنی حفظہ اللہ کی جنہوں نے میری اس کتاب کو حرفاً حرفاً پڑھا اور مناسب مقامات پر تصحیح بھی فرمادی۔اللہ تعالیٰ ان کی عمر،علم اور عمل میں برکت فرمائے۔ یقیناً آپ کی تشجیع وحوصلہ افزائی ہمارے لئے خیر کے کاموں میں سبقت کا باعث ہے۔اللہ تعالیٰ ان کو بھی اور ہمارے تمام اساتذہ کو سعادتِ دارین نصیب فرمائے اور ان کا سایہ بدیر ہم پر قائم رکھے۔آمین۔

ہم نے بقدرِ استطاعت کتاب کو مفید بنانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے،اب اگر اس تحریر میں کوئی خیر وبھلائی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر اس کے برعکس کچھ ہے تو وہ میرے نفس اور شیطان کی طرف سے ہے،اللہ تعالیٰ تمام عیبوں سے پاک اور منزہ ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہوں کہ وہ اس کوشش کو صرف لوجہ الکریم قبول فرمائے اور اس کو میرے لئے اس دن کا توشہ بنائے جس دن کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿يَوْمَ لَا

يَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ o اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ o﴾ ۔[الشعراء:88-89]

’’جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی ،لیکن (فائدے والا وہی ہوگا) جو اللہ کے سامنے بے عیب دل لے کر آئے گا۔‘‘

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتابچہ کو امت کے لئے نفع کا باعث بنائے، اس کو میرے لئے، میرے والدین، اساتذہ اور تمام احباب، معاونین جیسے کمپوزنگ کرنے والے بھائی محترم مظفر احمد راتھر صاحب اور پروف ریڈینگ کرنیوالی بہنوں الکلیۃ السلفیۃ کی طالبات زیب النساء، روضی جان، شبینہ پروین اور حفصہ افضل اور تمام قارئین کے لئے مغفرت کا ذریعہ بنائے۔(آمین)۔**إنه سميع قريب مجيب**

وصلّى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقه محمدٍ وعلىٰ اٰله وصحبه أجمعين

کتبته

حافظہ نیلوفر بنت علی

طالبہ: الکلیۃ السلفیۃ للبنات سرینگر

تاریخ: 2017\09\18ء بمطابق 26/ ذی الحجۃ 1438ھ

فصل اول

محبت کا تعارف

لغوی تعریف: محبت: الفت، پیار، چاہ، دوستی، یارانہ۔

(فیروز اللغات، ص:1272)

اَلْمَحَبَّۃُ: ایک مرغوب شے کی طرف طبیعت کا میلان۔''

[المنجد (حبب)، ص:182]

ابن منظور محبت کی لغوی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''اَلْحُبُّ نَقِیْضُ الْبُغْضِ۔''

''کلمہ حب/کلمہ بغض کی ضد ہے''۔

[لسان العرب: الباب (حبب) 1\289 (المکتبۃ الشاملۃ)]

اور ''الحب'' کے معنی اردو زبان میں ''پیار، محبت، الفت، لگن، چاہت اور عشق'' کے ہوتے ہیں۔

''محبت کا لفظ ''حَبَۃٌ'' سے مشتق ہے جس کا لفظی مطلب بیج ہوتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جب بیج کو زمین میں ڈالا جائے تو یہ زمین کے اندر پوشیدہ ہوجاتا ہے۔ اس پر بارش پڑتی ہے۔ آفتاب چمکتا ہے تو پھر یہ اُگتا ہے اور خوشنما پھول اور خوش ذائقہ پھل نکلتے ہیں۔ اسی طرح جب محبت کا بیج زمین میں پڑتا ہے تو یہ نشونما پاتا ہے پھر احوال وکیفیات کے پھل وپھول اور برگ وشگوفے اس میں پیدا ہوتے ہیں''۔

[عشق رسول، ص:6]

اصطلاحی تعریف: علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''روضۃ

المحبین ونزھۃ المشتاقین'' میں ''محبت کی مختلف تعریفات کا تذکرہ'' عنوان کے تحت محبت کی پچیس تعریفات ذکر کی ہیں۔ ان میں سے چند چیدہ چیدہ تعریفات کا تذکرہ ذیل کی سطور میں ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ تمام وابستہ چیزوں پر محبوب کو ترجیح دینا۔

۲۔ محبوب کے لئے آپ کا کثیر کو قلیل سمجھنا، اور اس کا آپ کے لئے قلیل کو کثیر سمجھنا۔

[محبت کی حقیقت اور اس کے تقاضے، ص:58]

[اردو ترجمہ: روضۃ المحبین]

اسی لئے مثل مشہور ہے کہ ''طَلٌّ مِنَ الْحَبِیْبِ وَابِلٌ''۔

''محبوب کی طرف سے ہلکی پھوار بھی زوردار بارش کی مانند ہوتی ہے''۔

۳۔ محب کا اپنی ہر چیز کو محبوب کے حوالے کردینا۔

[محبت کی حقیقت اور اس کے تقاضے، ص:58]

بلاشبہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کو اپنی معزز ومکرم چیز دے دیتا ہے اور یہ بدیہی حقیقت ہے کہ انسان کے نزدیک دل سے بڑھ کر کوئی چیز معزز ومکرم نہیں۔

۴۔ محبت یہ ہے کہ آپ مکمل طور پر محبوب کی طرف مائل ہوجائیں اور پھر اپنے دل و روح اور جان ومال کو محبوب پر قربان کردیں اور خفیہ اور اعلانیہ محبوب کی موافقت کریں اور اس کے باوجود آپ کو اس بات کا یقین ہو کہ آپ اس کی محبت میں کوتاہی کررہے ہو۔

۵۔ محبوب کی یاد کا ہر وقت محب کے پاس حاضر رہنا۔

[محبت کی حقیقت اور سکے تقاضے، ص:59۔60]

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ اپنی کتاب ''السراج الوھاج'' (1\8) میں رقمطراز ہیں:

'' اَصْلُ الْمَحَبَّۃِ : اَلْمَیْلُ اِلٰی مَایُوَافِقُہُ الْمُحِبُّ، ثُمَّ الْمَیْلُ قَدْ یَکُوْنُ

لِمَا یَسْتَلِذُّهُ الِانْسَانُ وَیُحْسِنُهُ، کَحُسْنِ الصُّوْرَةِ، وَالصَّوْتِ، وَالطَّعَامِ وَنَحْوِهَا، وَقَدْ یَسْتَلِذُّهُ بِعَقْلِهِ لِلْمَعَانِيْ الْبَاطِنَةِ، کَمَحَبَّةِ الصَّالِحِیْنَ، وَالْعُلَمَاءِ وَأَهْلِ الْفَضْلِ مُطْلَقًا، وَقَدْ یَکُوْنُ لِاِحْسَانِهِ اِلَیْهِ، وَرفع الْمَضَارِّ وَالْمَکَارِهِ عَنْهُ'۔

''دراصل محبت دلی میلان کا نام ہے، کبھی یہ حسین وجمیل صورتوں کی طرف ہوتا ہے، کبھی خوبصورت آواز یا اچھے کھانے کی طرف، کبھی یہ لذت میلان باطنی معانی سے متعلق ہوتی ہے جیسے صالحین، علماء اور صاحب فضل سے ان کے مراتب کی بنا پر محبت رکھنا اور کبھی محبت ایسے لوگوں سے متعلق پیدا ہو جاتی ہے جو صاحب احسان ہیں، جنہوں نے مصائب اور شدائد میں مدد کی ہے، ایسوں کی محبت بڑی مستحسن ہے''۔

[بحوالہ: محبت کیوں، کس سے اور کیسے؟ ص:14]

دنیا کی ہر چیز میں کسی نہ کسی ناحیہ سے محبت کا عنصر پایا جاتا ہے، بلا اُلفت ومحبت، مؤدت ورأفت، تعلق ولگاؤ، رشتہ وناطہ اور قرب ونزدیکی کے کسی بھی چیز کا اس فرش خاکی پہ برقرار رہنا ناممکن ہے۔ آپ دنیا کی تمام مخلوقات کا بغور مشاہدہ ومطالعہ کریں، ان کے باہمی تعلقات وروابط اور آپسی معاملات وبیوہار کو دیکھیں تو آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ ہر ایک چیز کے اندر ضرور کوئی نہ کوئی چیز پنہاں ہے، جو ایک دوسرے کی مدد واعانت، اخوت وبھائی چارگی، لطف ونرمی، شفقت وہمدردی، میل ملاپ کے اوپر اُکسا رہی ہے اور وہ ہے دل کی اتھاہ گہرائیوں میں پوشیدہ محبت وہمدردی۔ [بحوالہ: محبت کرنا سیکھئے، ص:15]

اللہ تعالیٰ سے محبت

اللہ تعالیٰ زمین وآسمان اور تمام مخلوقات کا خالق ہے۔ خالقِ کائنات اپنے مخلوقات سے محبت فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اسی محبت ورحمت کا نتیجہ ہے کہ بلا تفریق دین وملت، مسلم وکافر، فرماں بردار ونافرمان اور نیک وعاصی تمام کو رزق مہیا کر رہا ہے۔ خالقِ کائنات

مالکِ ارض وسماوات کی مخلوقات سے محبت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ربّ العالمین نے اپنے بندوں کو اپنی نعمتوں سے نوازا ہے جن کا شمار کرنے سے بھی انسان قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَحِیْمٌ﴾۔ [سورۃ النحل:18]

''اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو تم اسے نہیں کر سکتے۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے''۔

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ان نعمتوں کا جہاں تقاضہ ہے کہ مومنین اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بن جائیں وہیں ان پر لازم آتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو منعمِ حقیقی جان کر اپنے خالق ومالک سے بے حد محبت کریں۔ لہٰذا ایمان والوں کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے تمام چیزوں سے بڑھ کر، اپنی جان، مال اور اولاد سے بھی بڑھ کر محبت کریں کیوں کہ اللہ تعالیٰ سے محبت دین کی اصل وبنیاد ہے اور اسلام میں محبت کو اساسی حیثیت حاصل ہے۔ محبت الٰہی کی کمی کے بقدر بندے کے عقیدہ میں نقص کا وجود گھٹتا بڑھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾۔ [البقرۃ:165]

''اور ایمان والے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں''۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((أَحِبُّوْا اللّٰهَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ مِنْ نِعَمِهِ، وَأَحِبُّوْنِيْ بِحُبِّ اللّٰهِ وَأَحِبُّوْا أَهْلَ بَیْتِيْ بِحُبِّيْ))۔

[سنن ترمذی؛ أبواب المناقب، (باب في) مناقب أهل بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث (3789)]

''اللہ تعالیٰ جو نعمتیں تمہیں کھلاتا ہے ان کی وجہ سے اللہ سے محبت کرو اور اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرو''۔

ایک ماں جتنی اپنے بچے کے ساتھ محبت کرتی ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہت زیادہ اپنے

بندوں سے محبت کرتا ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کا پستان دودھ سے بھرا ہوا تھا اور وہ دوڑ رہی تھی، اتنے میں ایک بچہ اس کو قیدیوں میں ملا۔ اس نے جھٹ سے اسے اپنے پیٹ سے لگا لیا اور اس کو دودھ پلانے لگی۔ ہم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((أَتَرَوْنَ هٰذِهِ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ))

''کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے''۔

ہم نے عرض کیا کہ نہیں جب تک اس کو قدرت ہو گی یہ اپنے بچے کو آگ میں نہیں پھینک سکتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر فرمایا:

((اللّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا))

''اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنا یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہو سکتی ہے''۔ [صحیح البخاری کتاب الأدب، باب رحمة الولد و تقبیله و معانقته، رقم الحدیث (5999)، مسلم کتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالیٰ و أنها تغلب غضبه، رقم الحدیث (6978)]

بندہ تب تک ایمان کی حلاوت اور چاشنی ہرگز نہیں پا سکتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ سے ہر چیز سے بڑھ کر محبت نہ کرے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ: أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مما سواهُمَا وَ أَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ))۔

[صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب حلاوة الإیمان رقم الحدیث (16)، مسلم کتاب الإیمان، باب بیان خصال من اتصف بهن و جد حلاوة الإیمان، رقم الحدیث (165)]

''جس شخص میں تین چیزیں ہوں تو اس نے ایمان کی مٹھاس پا لی: (اول) یہ کہ اس کے نزدیک ہر چیز سے زیادہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبوب ہو، (دوم) وہ جس سے محبت کرے صرف اللہ ہی کے لئے کرے، (سوم) وہ کفر میں لوٹ جانا اس طرح ناپسند کرے جیسے وہ آگ میں گرنا ناپسند کرتا ہو''۔

اللہ کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ربّ سے اتنی زیادہ محبت کرتے تھے کہ وفات کے وقت بھی فرما رہے تھے:

((اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى))

''اے میرے اللہ! اپنی بارگاہ میں اعلیٰ رفاقت عطا فرما''۔

[صحیح بخاری کتاب المغازی، باب آخر ما تکلم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث (4463)، مسلم کتاب فضائل الصحابة، باب فی فضائل عائشة أم المؤمنین رضی اللہ عنہا، رقم الحدیث (6293)]

اللہ سے محبت کی چند نشانیاں درج ذیل ہیں:

(۱) توحید و سنت سے محبت اور شرک و بدعت سے نفرت۔

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ محبت اور آپ کا دفاع۔

(۳) صحابۂ کرام، تابعین عظام، علماء حق اور اہل حق سے محبت۔

(۴) کتاب و سنت سے محبت اور تقویٰ کا راستہ۔

(۵) گناہوں اور نافرمانی سے اجتناب۔

(۶) ریا کے بغیر، خلوص نیت کے ساتھ عبادات میں سنت کو مدنظر رکھتے ہوئے انہماک۔

(۷) معروف (نیکی) سے محبت اور منکر و مکروہ سے نفرت۔

(۸) کتاب وسنت کے علم کاحصول اور کتاب وسنت کے مقابلے میں ہر قول وفعل کو رد کر دینا۔

(۹) انفاق فی سبیل اللہ (اللہ کے راستے میں اس کی رضامندی کے لئے مال خرچ کرنا)۔

(۱۰) خوف واُمید کی حالت میں کثرتِ اذکار اور دعواتِ ثابتہ پر عمل۔ [فضائل صحابہ، ص:9]

دراصل وہی زندگی بہتر ہے جو اللہ کی محبت کے ساتھ ہو، اس کی محبت سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں، اس کی یاد سے نفس کو سکون اور دل کو راحت ملے، اس کی قربت سے انسیت ہو، اس کی محبت سے شغف ولگاؤ ہو، دل کے اندر ایک شگاف ہے جسے اللہ کی محبت، اس کی طرف توجہ وانابت ہی بند کرتی ہے، دل میں ایک وحشت ہے جسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تنہائی میں انسیت رکھنا ہی ختم کرتی ہے، دل کا رنج وغم اللہ کی معرفت اور صدقِ دل سے اس کے بتائے گئے طریقے پہ عمل کرنے سے دور ہوتا ہے، دل کا قلق اللہ کی محبت اور انابت سے ختم ہوتا ہے، دل میں لگی حسرتوں کی آگ اللہ کے اوامر ونواہی پہ رضامندی سے بجھتی ہے اور دل کی بیماری اللہ کی ملاقات کے شوق سے شفا پاتی ہے، اب جس کو ان تمام چیزوں سے سکون وقرار نہ ملے تو وہ اپنے دل کے مردہ ہوجانے پہ آنسوں بہائے۔

[موارد الظمآن: 11۔12 بحوالہ محبت کرنا سیکھئے، ص:43۔44]

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنا ایمان کے واجبات، اس کے اصول اور اس کے قواعد میں سب سے بڑھ کر ہے، بلکہ یہ دین وایمان کے عملوں کی اصل اور جڑ ہے، اسی طرح اس کا تصدیق کرنا دین وایمان کے اقوال کی اصل وجڑ ہے، اسلئے کہ کوئی بھی حرکت انسانی محبت کی وجہ سے صادر ہوتی ہے، خواہ وہ بری محبت ہو یا اچھی۔ [التحفة العراقية من الأعمال القلبية: 69 بحوالہ محبت کرنا سیکھئے مگر کس سے اور کیسے، ص:45۔46]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں کو اپنی محبت سے بھر دے۔ آمین یاربّ العالمین۔

رسول اللہ ﷺ سے محبت

اللہ تعالیٰ کے بعد رسول اللہ ﷺ سے ایسی دلی محبت کرنا تمام ایمان والوں پر فرض ہے جو والدین، اہل وعیال اور تمام اعزہ واقارب حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی بڑھ کر ہو۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ))

[صحيح بخاری، کتاب الإيمان، باب حب رسول الله من الإيمان رقم الحديث (15)، صحيح مسلم کتاب الإيمان، باب وجوب محبة رسول الله ﷺ، رقم الحديث (169)]

’’تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (پورا) مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے والد (ووالدہ)، اپنی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے‘‘۔

اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے:

﴿النَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ۔۔۔ الآية﴾۔ [الأحزاب:6]

’’پیغمبر مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں‘‘۔

نبی کریم ﷺ اپنی امت کے لئے جتنے شفیق اور خیر خواہ تھے، محتاجِ وضاحت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اس شفقت اور خیر خواہی کو دیکھتے ہوئے اس آیت میں آپ کو مومنوں کے اپنے نفسوں سے بھی زیادہ حق دار، آپ ﷺ کی محبت کو دیگر تمام محبّتوں سے فائق تر اور آپ کے حکم کو اپنی تمام خواہشات سے اہم تر قرار دیا ہے۔

[احسن البیان، ص:1211]

محبّانِ رسول ﷺ کے لئے ایک خوش خبری:- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھا

کہ قیامت کب قائم ہوگی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا))

''تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے''؟

اس نے عرض کیا، کچھ بھی نہیں، سوائے اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ))

''تو جس سے محبت کرتا ہے (قیامت کے دن) اس کے ساتھ ہی ہوگا''۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں کبھی اتنی خوشی کسی بات سے بھی نہیں ہوئی جتنی آپ کی یہ حدیث سن کر ہوئی کہ ''تو جس سے محبت کرتا ہے (قیامت کے دن) اس کے ساتھ ہی ہوگا''۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور ان سے اپنی اس محبت کی وجہ سے اُمید رکھتا ہوں کہ میرا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا اگرچہ میں ان جیسے عمل نہ کرسکا۔

[صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب مناقب عمر بن الخطاب ابی حفص القرشی العدوی، رقم الحدیث، (3688) صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والأدب، باب المرء مع من أحب، رقم الحدیث (6713)]

لیکن یہ بات بھی واضح ہے کہ زبانی محبت کا دعویٰ کرنا اور محبت رسول وعشق رسول ہونے کی رٹ لگانا چنداں مفید نہیں ہے۔ بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کا مطلب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ، وَ مَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا، وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾۔ [الحشر:7]

''تمہیں جو کچھ رسول دے دیں اسے لے لو اور جس چیز سے روکیں رک جاؤ اور اللہ

سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے''۔

اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہم اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ [آل عمران:31]

''کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابع داری کرو خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے''۔

گویا جو لوگ محبت الٰہی کا دعویٰ کرتے ہیں ان کا یہ دعویٰ اسی وقت صحیح ہوسکتا ہے جب وہ خود کو کامل طور پر اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قالب میں ڈھال دیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اتباع رسول کے تقاضوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما کر جنت میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

اللہ کے نیک بندوں سے محبت

لوگوں کے درمیان مضبوط اور پائیدار رابطہ اسلامی اخوت اور بھائی چارگی سے ہی ممکن ہے کیونکہ اسلامی اخوت ہی لوگوں کو جمع کرتی ہے، اگرچہ ان کا تعلق مشرق ومغرب، شمال و جنوب سے ہی کیوں نہ ہو اور وہ مختلف رنگ ونسل یا قبائل وزبان کے ہی کیوں نہ ہو اسلامی اخوت ہی ان تمام تفرقات کو مٹا کر مسلمانوں کو ایک ہی صف میں جمع کر کے جسد واحد کی طرح بہترین اور مضبوط رشتے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند بنا دیتا ہے۔ اس محبت کو مضبوط سے مضبوط ترین بنانے اور اس میں استحکام بخشنے کے لئے اسلام نے اس کی ایک بڑی وجہ رکھی ہے اور وہ ہے آپسی محبت۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔۔۔(الآیۃ)﴾۔ [الحجرات:10]

’’(یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں‘‘۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا، أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ، أَفْشُوْا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ))

[صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان أنه لا یدخل الجنة إلا المؤمنون، رقم الحدیث (194)]

تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے حتی کہ ایمان لے آؤ اور تم ایمان (مکمل) نہیں لا سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو، کیا تمہیں وہ چیز نہ بتا دوں، اگر تم اسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو گے؟ سلام (السلام علیکم) کو اپنے درمیان پھیلا دو‘‘۔

اتنا ہی نہیں ایک مسلمان تب تک کامل اور حقیقی مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی نیکی اور اچھائی کے وہی جذبات اور احساسات نہ رکھتا ہو جو اپنے لئے رکھتا ہے اور اپنے مسلمان بھائی لے لئے وہی کچھ پسند نہ کرتا ہو جو اپنے

لئے کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))

[صحيح بخارى، كتاب الإيمان، باب من الإيمان أن يحب لأخيه مايحب لنفسه، رقم الحديث (13)، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على أن من خصال الإيمان أن يحب لأخيه۔۔۔، رقم الحديث (170)، نسائى، كتاب الإيمان و شرائعه، باب علامة الإيمان، رقم الحديث (5020)]

’’تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (پورا) مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے (خیر میں سے) وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے‘‘۔

نیز اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک مومن کا دوسرے مومن سے محبت کرنا قیامت کے دن عرش رحمٰن کے سائے میں جگہ ملنے کا باعث ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات آدمیوں کو اللہ اپنے (عرش کے) سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے بغیر کوئی سایہ نہیں ہوگا۔۔۔ ان میں سے وہ دو آدمی بھی ہیں جو ایک دوسرے سے اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں، اسی پر اکٹھا ہوتے ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں۔۔ (الحدیث)

[صحيح البخارى، كتاب الأذان، باب من جلس فى المسجد ينتظر الصلاة و فضل المساجد، رقم الحديث (660) صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل اخفاء الصدقة، رقم الحديث (2380)]

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضاً))

’’(ہر) مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت (کی دیواروں) کی طرح ہے جس کا ہر حصہ دوسرے حصے کو مضبوط رکھتا ہے‘‘۔ آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک

دوسرے میں پھنسا کر سمجھایا۔

[صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب تعاون المؤمنین بعضهم بعضاً، رقم الحدیث (6026) مسلم، کتاب البر والصلة والأدب، باب تراحم المؤمنین و تعاطفهم و تعاضدهم، رقم الحدیث (2585)]

مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اسلامی معاشرے کی بنیاد ٹھوس اسلامی اخوت کے رشتے پر ہے۔ یہ موضوع نہایت ہی طویل ہے میں نے اختصاراً اس کو پیش کرنے کی کوشش کی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی اخوت کے تقاضوں پر پورا اترنے کی توفیق دے۔ آمین۔

پاکدامنی

پاکدامنی کا تعارف:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر فطری خوبیوں سے مالا مال کیا ہے، ان خوبیوں میں سے ایک خوبی شرم وحیا ہے شرم وحیا ہی ایک ایسی نعمت ہے جس کی وجہ سے ایک انسان پاکدامنی کی زندگی گزارتا ہے۔ حیا اور پاکدامنی کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے ۔ یہ دونوں صفات لازم ملزوم ہیں ۔ جب انسان میں حیا کی صفت کم ہوتی ہے تو پاکدامنی میں بھی اسی حساب سے کمی ہوتی ہے۔

سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ،انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گزشتہ انبیاء کی تعلیمات میں سے جو بات لوگوں کے پاس محفوظ رہی وہ یہی ہے کہ:

((اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ))

”جب تیرے اندر حیا نہ رہے تو جو جی چاہے کر۔“

[بخاری، کتاب الأدب، باب اذا لم تستحی فاصنع ما شئت، رقم الحدیث (6120)، ابو داؤد کتاب الأدب، باب فی الحیاء، رقم الحدیث (4797)]

اس حدیث سے **معلوم** ہوتا ہے کہ بے حیا انسان کسی ضابطہء اخلاق کا پابند نہیں ہوتا، اس کی زندگی شتر بے مہار کی مانند ہوتی ہے، حیا ہی وہ صفت ہے کہ جس کی وجہ سے انسان پاکیزگی اور پاکدامنی کی زندگی گزارتا ہے۔ [حیا اور پاکدامنی، ص:18]

پاکدامنی قرآن وسنت کی نظر میں

اللہ تعالیٰ نے پاکدامن مردوں اور عورتوں کی قرآن میں اس طرح تعریف فرمائی ہے کہ ان کو مومنوں کے زمرے میں شامل فرمایا۔ پاکدامنی کو مومنوں کا ایک بنیادی وصف قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْراً وَالذّٰكِرٰتِ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَّأَجْراً عَظِيْماً﴾۔ [الأحزاب:5]

”۔۔اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور عورتیں، ان کے لئے اللہ نے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے“

اس آیت میں کتنی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ پاکدامنی کے ساتھ یاد الٰہی میں زندگی گزارنے والے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے، ثواب سے مراد دنیا کی برکتیں اور آخرت کی نعمتیں ہیں، جب کہ مغفرت سے مراد یہ ہے کہ پاکدامن شخص سے ہونے والی دوسری غلطیوں کوتاہیوں کو اللہ تعالیٰ جلدی معاف کردیں گے۔ [حیا اور پاکدامنی۔ص: 18]

دوسری جگہ پر ارشاد الٰہی ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ

اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ o وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ o وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ o اِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمٰنُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ o فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ o﴾۔ [المؤمنون:1-6]

''یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کرلی، جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں، جو لغویات سے منہ موڑ لیتے ہیں، جو زکوۃ ادا کرنے والے ہیں جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں بجز اپنی بیویوں اور ملکیت کی لونڈیوں کے یقیناً یہ ملامتیوں میں سے نہیں ہیں۔ اس کے سوا جو اور ڈھونڈیں وہی حد سے تجاوز کرجانے والے ہیں''۔

اس آیت مبارکہ میں فلاح پانے والے مؤمنین کی چند صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے جن میں سے ایک صفت پاکدامنی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ پس فلاحِ کامل پاکدامن لوگوں کو ہی حاصل ہوسکتی ہے۔ عربی زبان میں ''فلاح'' کہتے ہیں ایسی کامیابی کو جس کے بعد ناکامی نہ ہو، ایسی خوشی کو کہ جس کے بعد غمی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسی عزت ملنے کو جس کے بعد ذلت نہ ہو'' [حیا اور پاکدامنی، ص:19]

پاکدامنی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امت کو بھی تعلیم دی اور خود بھی امت کی تعلیم کے لئے پاکدامنی کی دعا مانگی۔

رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى))

[صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والإستغفار، باب في الأدعية، رقم الحديث (6904)]

''اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں ہدایت کا اور تقویٰ کا اور پاکدامنی کا اور تونگری کا''۔

ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی دعا سکھا دیجئے،

آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہو:-

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ))

[سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب فی الإستعاذة، رقم الحديث (1551)]

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کان کی برائی سے، آنکھ کی برائی سے، زبان کی برائی سے، دل کی برائی سے اور مادہ منویہ کی برائی سے''۔

''مادہ منویہ کی برائی یہ ہے کہ انسان اپنے جذبات جنسی پر قابو نہ رکھ سکے اور اس وجہ سے خباثت پر آمادہ ہو یا بے محل نطفہ بہائے۔''

[سنن ابی داؤد (مترجم وفوائد) از عمر فاروق سعیدی تحت الحدیث المذکور]

بے حیائی کی مذمت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں جابجا فحاشی اور بے حیائی کی مذمت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾۔ [الانعام:151]

''اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ، خواہ وہ اعلانیہ ہوں، خواہ پوشیدہ''۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا﴾۔ [سورة بنی اسرائیل:32]

''اور زنا کے قریب مت جاؤ کیونکہ وہ بڑی بے حیائی اور بہت ہی بری راہ ہے۔''

امام قرطبی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔ قال العلماء: قوله تعالى: (وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى) أبلغ من أن يقول: ولا تزنوا، فان معناه لا تدنوا من الزنا۔

[تفسیر قرطبی ج10،ص:253 بحوالہ ”لاتقربوا الفواحش“(اردو)،ص:27]

یعنی” علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول (وَلَا تقربوا الزِّنیٰ) ((لا تزنوا)) یعنی ”زنا مت کرو“ کہنے سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ اس کا معنی ”زنا کے قریب مت پھٹکو“ ہے۔

’اسلام میں زنا چونکہ بہت بڑا جرم ہے‘ اتنا بڑا کہ کوئی شادی شدہ مرد یا عورت اس کا ارتکاب کر لے، پھر شرعی طریقے سے جرم ثابت ہو جائے تو اسے اسلامی معاشرے میں زندہ رہنے کا ہی حق نہیں ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ پتھر مار مار کر اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جائے اس لئے یہاں فرمایا کہ زنا کے قریب مت جاؤ، یعنی اس کے دواعی اور اسباب سے بھی بچ کر رہو، مثلاً: غیر محرم عورت کو دیکھنا، ان سے اختلاط وکلام کی راہیں پیدا کرنا، اسی طرح عورتوں کا بے پردہ اور بن سنور کر گھروں سے باہر نکلنا، وغیرہ ان تمام امور سے اجتناب ضروری ہے تاکہ اس بے حیائی سے بچا جا سکے۔‘ [اَحسن البیان:812]

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بے حیائی کے تمام طریقوں کو حرام قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾۔ [الأعراف:33]

”آپ فرمائیے! کہ البتہ میرے رب نے صرف حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو اعلانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس بات کو کہ تم لوگ اللہ کے ذمے ایسی بات لگا دو جس کو تم جانتے نہیں“۔

چھوٹے بڑے، پوشیدہ اور ظاہر، ہر گناہ کو چھوڑ دو۔ نہ کھلی بدکار عورتوں کے ہاں جاؤ نہ

چوری چھپے بدکاریاں کرو۔ کھلم کھلا ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جو تم پر حرام کر دی گئی ہیں۔

[تفسیر ابن کثیر ج/2،ص:607 طبع دار العلم]

صحیح بات یہ ہے کہ یہ کسی ایک صورت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عام ہے اور ہر قسم کی ظاہری بے حیائی کو شامل ہے، جیسے فلمیں، ڈرامے، ٹیوی، وی سی آر، فحش اخبارات ورسائل، رقص وسرود اور مجروں کی محفلیں، عورتوں کی بے پردگی اور مردوں سے ان کا بے باکانہ اختلاط اور شادی کی رسموں میں بے حیائی کے کھلے عام مظاہر وغیرہ، یہ سب فواحش ظاہرہ ہیں۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ۔ [اَحسن البیان،ص:439]

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا أَحَدٌ أَغْیَرُ مِنَ اللّٰهِ فَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا أَحَدٌ أَحَبُّ اِلَیْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ فَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ))

[صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قول اللہ عز وجل قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن، رقم الحدیث (4637)]

”اللہ سے زیادہ اور کوئی غیرت مند نہیں ہے۔ اس لئے اس نے بے حیائیوں کو حرام کیا خواہ ظاہر میں ہوں یا پوشیدہ اور اللہ سے زیادہ اپنی مدح کو پسند کرنے والا اور کوئی نہیں، اس لئے اس نے اپنے نفس کی خود تعریف کی ہے“۔

سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھوں تو سیدھی تلوار سے اس کی گردن مار دوں، پھر یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَیْرَةِ سَعْدٍ وَاللّٰهِ لَأَنَا أَغْیَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْیَرُ مِنِّیْ وَمِنْ أَجْلِ غَیْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ))

"تمہیں سعد کی غیرت پر حیرت ہے؟ بلا شبہ میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے اور اللہ نے غیرت ہی کی وجہ سے فواحش کو حرام کیا ہے۔ چاہے وہ ظاہر میں ہوں یا چھپ کر۔"

[صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول النبی ﷺ ((لا شخص أغير من الله))، رقم الحدیث (7416)]

بدکاری اور بے حیائی سلیم الفطرت انسانوں کے نزدیک ہی نہیں بلکہ جانوروں کے نزدیک بھی ایک معیوب عمل ہے، اس کی ایک مثال صحیح بخاری میں موجود ہے۔

عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ میں نے زمانہء جاہلیت میں بندریا دیکھی اس کے چاروں طرف بہت سے بندر جمع ہو گئے تھے، اس بندریا نے زنا کیا تھا اس لئے سب بندروں نے مل کر اسے رجم کیا اور ان کے ساتھ میں بھی پتھر مارنے میں شریک ہوا"۔

[صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب القسامة فی الجاهلیة، رقم الحدیث (3849)]

انتہا پسند کمیونسٹوں کو چاہئے کہ اگر وہ اللہ کی شریعت سے نہیں سیکھتے تو بندروں اور دیگر حیوانات سے درس حاصل کریں، اور جو لوگ اہل مغرب سے متاثر ہو کر اپنے اسلامی تشخص کو خیر باد کہہ چکے ہیں اور بزعم خویش اللہ کے حدود اور اس کی مقرر کردہ سزاؤں میں سختی، سنگدلی محسوس کرتے ہیں جو دور حاضر کی روح سے مطابقت نہیں رکھتی اور شخصی آزادی کے منافی ہے اور خاص طور سے عورت کی آزادی جسے اہل مغرب نے آزادی اور مساوات کا نام دے رکھا ہے اور جمہوریت کے امتیازی نشان کے تحت قانون نے اسے پاس کیا ہے۔ ان لوگوں کو اس سے عبرت و نصیحت حاصل کرنی چاہیے، یہ ان لوگوں کے لئے بھی (عبرت و نصیحت کا پیغام ہے) جنھوں نے یہ (قانون) بنایا ہے کہ اگر زنا رضامندی کے ساتھ ہو تو کوئی حرج نہیں اور نہ عیب ہے، الا یہ کہ زبردستی یا اغواء کے ذریعہ ہو، لہذا اہل

مغرب کے نزدیک زنا کوئی جرم نہیں، اگر چہ عیب ہے، لہذا جب کوئی غیر شادی شدہ مرد کسی غیر شادی شدہ عورت سے زنا کرے تو ان کا یہ فعل کوئی ایسی بے حیائی نہیں جس پر سزا لازم ہو، مگر اس صورت میں کہ یہ زبردستی ہو تو اس کی وجہ سے معمولی سزا دی جائے گی اور جب کسی شادی شدہ عورت سے زنا کرے گا تو شوہر کو حق ہے کہ اس سے مالی معاوضہ طلب کرے کیونکہ اس نے اس کی بیوی کو خراب کیا ہے، کیا ہی برا نظریہ ہے، اور کتنا برا عقیدہ ہے، اور کیا ہی برے وہ لوگ ہیں جو اہل مغرب کے پیچھے (خواہشات نفسانی کی پیاس بجھانے کے لئے) اپنی زبان باہر نکالے ہوئے ہیں اور ان کے نقش قدم کی پیروی ٹھیک اسی طرح کر رہے ہیں جس طرح تیر کے پر آپس میں ایک دوسرے کے برابر ہوتے ہیں، اور بالشت کو بالشت سے ہاتھ کو ہاتھ سے ملا کر (ان کی نقالی کرتے ہیں) یہاں تک کہ اگر وہ لوگ کسی سوسمار (گوہ) کے بل میں گھسیں گے تو یہ بھی ان کے پیچھے اس میں گھس جائیں گے۔

کیا ان لوگوں کے اندر جو مفسدوں اور بیہودہ عمل کرنے والوں کے پیچھے (حرص و طمع کی) زبان نکالے ہوئے (بھاگ رہے ہیں) اور حکمت والے غالب اللہ کی شریعت سے منہ موڑے ہوئے ہیں، بھلائی، شرم و حیا اور دین کی کچھ چھاپ باقی ہے؟

[بے حیائیوں کے قریب مت جاؤ، ص: 34-35]

--------☆☆☆--------

فصل دوم

☆عشق کا معنی ومفہوم:

لغوی تعریف: ''حد سے زیادہ محبت''۔ [فیروز اللغات (اردو) ص:482]

عَشِقَهُ عِشْقًا و عَشَقًا و مَعشَقًا۔ بہت محبت کرنا، محبت میں حد سے بڑھ جانا۔

[المنجد ص:654]

عِشْقٌ: شدت محبت، فریفتگی، والہانہ چاہت

[القاموس الجدید (عربی-اردو) ص:604]

''عین، شین، قاف'' ان تین حروف سے مرکب یہ لفظ ''عشق'' لغت میں محبت میں حد سے زیادہ تجاوز کر جانے پر دلالت کرتا ہے۔''

[مقاییس اللغة، 4/262] المکتبة الشاملة

عشق کے لغوی معنی ہیں کسی شے کے ساتھ دل کا وابستہ ہو جانا۔

عشق کا لفظ ماخوذ ہے ''عشقة'' سے اور وہ ایک پودا ہے جو سرسبز وشاداب ہوتا ہے لیکن پھر پژمردہ ہو جاتا ہے اور زرد پڑ جاتا ہے۔ ہندی میں ''عشق پیچاں'' ایک بیل کو کہتے ہیں جو درخت سے لپٹ جاتی ہے اور اس کو بے برگ وبار کر دیتی ہے پھر وہ زرد ہو جاتا ہے اور کچھ دنوں بعد خشک ہو جاتا ہے اسی طرح عشق جب قلب عاشق میں سما جاتا ہے تو اس کو زرد چہرہ اور لاغر بدن بنا دیتا ہے۔ اردو زبان میں اس بیل کو ''آکاش بیل'' کہتے ہیں۔

[عشق رسول، ص:11]

قاموس میں عشق کو جنون کا ایک حصہ بتایا ہے۔

[عشق رسول، ص:11]

امام فراء فرماتے ہیں: **العشق نبت لزج** 'عشق بمعنی چپکنے والا لیس دار پودا، چونکہ عشق بھی انسان کے دل کے ساتھ چپک جاتا ہے اس لئے اسے عشق کہتے ہیں۔'' [روضة المحبین (اردو) ص:62]

اصطلاحًا:

ابن منظور فرماتے ہیں: ''عشق فرط محبت کا نام ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ محبوب کے اپنے محبت کرنے والے کو بھلا لگنے کا نام عشق ہے۔''

[لسان العرب 10/250 بحوالہ دل کا بگاڑ ص:357]

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''**العشق**'' اسماء محبت میں سب سے زیادہ کڑوا اور ناپسندیدہ لفظ ہے، عربوں نے اس کو بہت کم استعمال کیا، گویا کہ وہ اس نام کو چھپاتے ہیں اور اس کی جگہ دوسرے اسماء کو ظاہر کرتے ہیں، اور اس کو ظاہر نہیں کرتے، یہ لفظ قدیم شعراء کے کلام میں بھی نہیں پایا جاتا، یہ لفظ صرف متاخرین شعراء نے استعمال کیا ہے، قرآن وحدیث میں بھی نہیں پایا جاتا۔

[محبت کی حقیقت اور اسکے تقاضے (اردو ترجمہ: روضة المحبین)، ص:62]

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لغت میں اس لفظ کا استعمال جنس نکاح کی محبت میں معروف ومشہور ہے۔ جیسا کہ کسی انسان کا اپنے ایسے ہم مثل سے محبت کرنا جس سے وہ لطف اندوز ہو سکے۔ جیسے عورت یا بچہ وغیرہ۔ اس لفظ کا استعمال انسان کی اپنی اولاد سے محبت، اپنے اقارب سے محبت، اپنے وطن یا مال یا اپنے دین سے محبت کے لئے نہیں کیا جاتا اور نہ ہی اس کے علاوہ محبت کی کسی اور صورت میں اس لفظ ''عشق'' کا استعمال ہوتا ہے۔ جیسے علم، شجاعت، دین، سخاوت، کرم نوازی، احسان اور اس طرح کے دیگر امور سے محبت''۔

بلکہ لفظ'' عشق کا مشہور استعمال نکاح اور اس کے پہلے کے امور میں ہوتا ہے۔ پس عاشق اپنی معشوق کو دیکھ کر، اس کا کلام سن کر، یا بوس وکنار کر کے یا پھر اسے چھو کر، یا اس

سے گلے مل کر یا پھر اس سے ہمبستر ہو کر لطف اندوز ہونا چاہتا ہے''۔

[قاعدة فی المحبة/54 بحوالہ دل کا بگاڑ، ص:359]

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ کلام نقل کرنے کے بعد شیخ محمد صالح المنجد حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

اس کلام سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں:

پہلا فائدہ:۔ اللہ اور بندے کے درمیان تعلق کیلئے لفظ ''عشق'' کا استعمال کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض ملحد قسم کے صوفی لوگ جیسے ابن عربی اور ابن سبعین وغیرہ اس کلمے کا اللہ تعالیٰ پر اطلاق کرتے ہیں اور ان کا کہنا ہے:

''بے شک عشق اور عاشق اور معشوق تینوں ایک ہی چیز ہیں اور ان کا کہنا ہے: ''بے شک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے ساتھ مل گیا ہے اور یہ سارے ایک ہی ہو گئے ہیں'' اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی خرافات سے بہت ہی بلند و بالا، منزہ اور بری ہے۔

دوسرا فائدہ:۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں انسان کو کسی عالم کے ساتھ عشق ہو گیا اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے میں فلاں آدمی کے علم پر، یا اس کے اخلاق پر یا اس کے دین پر عاشق ہو گیا ہوں۔

یہ عبارات غیر مستعمل ہیں، اس لئے کہ عشق شہوت کے اور شہوانی تعلقات کے ساتھ مرتبط ہے''۔ [دل کا بگاڑ، ص:358]

کیا اللہ اور اسکے رسول ﷺ کیلئے لفظ ''عشق'' استعمال کیا جا سکتا ہے؟

کتاب وسنت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ یا اس کے رسول ﷺ کے لئے کہیں بھی لفظ ''عشق'' استعمال نہیں ہوا ہے۔ بلکہ ان کے لئے جو لفظ بکثرت استعمال ہوا ہے وہ ''محبت'' ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾۔ [البقرة/165]

''اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں''۔

نیز دیکھئے سورۃ المائدہ آیت نمبر 54، سورۃ آل عمران آیت نمبر 31، سورۃ التوبہ آیت نمبر 24 اور سورۃ الدھر آیت نمبر 8۔

اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (حدیثِ قدسی)

((۔۔۔وَلَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّه‘۔۔۔)) (الحدیث)

[صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، رقم الحدیث (6502)]

''۔۔۔اور یہ میرا بندہ تو نوافل کے ذریعہ مجھ سے تقرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔۔۔''

نیز رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

((اِنِّيْ لَأُحِبُّكَ يَا مَعَاذُ)) (الحدیث)

''اے معاذ! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں''۔

یہ سن کر سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں''۔

[سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب فی الاستغفار، رقم الحدیث (1522)]

اس موضوع پر فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ نے ایک کتابچہ ''محترم ہستیوں کے لئے کون سا لفظ استعمال کیا جائے؟ محبت یا عشق'' کے نام سے لکھا ہے۔

'عشق رسول'' پر کتاب لکھنے والوں نے بھی یہ اعتراف کیا ہے ''عربی اصل کی روح سے عشق کے معنوں میں ذرا کراہت پائی جاتی ہے۔''

[عشق رسول، ص:11]

نیز لکھتے ہیں احمد بن یحییٰ سے جب پوچھا گیا کہ عشق اور محبت دنوں میں سے کون

زیادہ قابل ستائش ہے تو انہوں نے کہا:

الحب لأن العشق فیہ افراط

''محبت۔ چونکہ عشق میں زیادہ افراط ہوتا ہے''

[عشق رسول،ص:12-13]

کتاب وسنت کے دلائل سے یہ بات بالکل بے غبار ہوجاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے لئے لفظ محبت ہی استعمال کرتے تھے۔ لہذا ہمیں بھی اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور دیگر محترم ہستیوں کے نام کے ساتھ لفظ عشق استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے اور لفظ''محبت''ہی استعمال کرنا چاہیے۔

شیخ ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی حفظہ اللہ فرماتے ہیں۔''یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ قرآن کریم اور کسی بھی صحیح حدیث میں لفظ عشق استعمال نہیں ہوا۔ اگر یہ لفظ اتنا ہی اچھا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ اسے ضرور استعمال فرماتے۔ جب اسے نہ اللہ نے استعمال فرمایا ہے، نہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے استعمال فرمایا ہے، تو پھر ہمیں آخر اسے استعمال کرنے کی کون سی سخت ضرورت یا مجبوری ہے''۔

[محبت کیوں، کس سے اور کیسے،ص:230]

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عشق: یہ افراط محبت کا درجہ ہے پروردگار عالم کی محبت میں عشق کا لفظ استعمال نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے حق میں اس لفظ کا اطلاق صحیح ہے''۔

[دوائے شافی اردو ترجمہ الجواب الکافی،ص:429]

دوسرے مقام پہ موصوف رقمطراز ہیں:

''عشق افراط محبت کا نام ہے جو حق تعالیٰ شانہ کے بارے میں درست نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کسی چیز میں افراط کے ساتھ موصوف نہیں کیا جاسکتا اور بندہ تو اللہ کی محبت کے قابل نہیں افراط محبت کے قابل کیسے ہوسکتا ہے؟''

[محبت کی حقیقت اور اسکے تقاضے:ص:62-63]

شیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:''قرآن مجید میں لفظ عشق کا استعمال کہیں نہیں ملتا، نہ مقام مدح میں نہ مقام ذم میں۔

لفظ عشق میں جو محبت کا افراط (حد سے بڑھ جانا) پایا جاتا ہے، اگر یہ ممدوح یا قابل تعریف ہوتا تو کسی ایسے مقام پر جہاں محبت کی شدت کا بیان مقصود ہو، ضرور لفظ عشق کا استعمال ہوتا، مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر مومنین کی اپنی ذات سے محبت کی شدت بلکہ اشدیت ذکر فرمائی ہے، وہاں لفظ عشق مستعمل نہیں ہوا بلکہ محبت کے ساتھ (اشد) کا لفظ استعمال فرمایا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾۔[البقرۃ:165]

''اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اوروں کو اللہ کے شریک ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور جو لوگ ایمان لائے وہ تو سب سے سخت محبت اللہ سے کرتے ہیں''

اس آیت کریمہ میں شدتِ محبت کا اظہار مقصود تھا، اس کے لئے لفظِ عشق استعمال نہیں کیا گیا، بلکہ لفظِ حب کے ساتھ اسم تفضیل (اشد) کا لفظ ملا کر محبت کی شدت کو بیان کیا گیا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ لفظِ عشق پاکیزہ محبت کے اظہار کے لئے موزوں اور مناسب نہیں ہے، خواہ کتنی ہی شدید محبت کا ذکر مطلوب ہو۔

[محترم ہستیوں کے لئے کون سا لفظ استعمال کیا جائے؟ محبت یا عشق،ص:11-12]

ایک باپ اپنی بیٹی سے اظہارِ محبت کے لئے، بھائی اپنی بہن سے محبت کے اظہار کے لئے لفظ''عشق''استعمال کرنے میں شرم محسوس کرتا ہے کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ یہ لفظ جائز محبت کے لئے استعمال نہیں ہوتا ہے، تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اظہار محبت کے

لئے ایسا اہانت اور تنقیص سے پرُ بازاری لفظ کیسے استعمال کیا جاسکتا ہے؟!

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ سورۃ البقرۃ کی اس آیت،

﴿ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ط وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴾۔ [سورۃ البقرۃ/104]

''یعنی اے ایمان والو! تم نبی ﷺ کو ''راعنا'' نہ کہا کرو بلکہ ''انظرنا'' کہو یعنی ہماری طرف دیکھئے، اور سنتے رہا کرو، اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے''۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''راعنا کے معنی ہیں، ہمارا لحاظ اور خیال کیجئے۔ بات سمجھ میں نہ آئے تو سامع اس کا استعمال کر کے متکلم کو اپنی طرف متوجہ کرتا تھا، لیکن یہودی اپنے بغض وعناد کی وجہ سے اس لفظ کو تھوڑا سا بگاڑ کر استعمال کرتے تھے جس سے اس کے معنی میں تبدیلی اور ان کے جذبہء عناد کی تسلی ہوجاتی، مثلاً وہ کہتے ''رَاعِيْنَا'' (ہمارے چرواہے) یا رَاعِنا (احمق) وغیرہ، جیسے وہ السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ کی بجائے السَّامُ عَلَيْكُمْ (تم پر موت آئے) کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم ''اُنْظُرْنَا'' کہا کرو۔ اس سے ایک تو یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ ایسے الفاظ، جن میں تنقیص واہانت کا شائبہ ہو، ادب واحترام کے پیش نظر اور سد ذریعہ کے طور پر ان کا استعمال صحیح نہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ کفار کے ساتھ افعال واقوال میں مشابہت اختیار کرنے سے بچا جائے، تاکہ مسلمان ((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ))

[سنن أبي داؤد، حديث 4031 وحسنه الألباني]

''جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا، وہ انہی میں شمار ہوگا'' کی وعید میں داخل نہ ہوں''۔ [أحسن البیان، ص:49]

شریعت مطہرہ میں لفظ ''عشق'' کے مقابل ''محبت'' کی مبارک اور پاکیزہ اصطلاح موجود ہے اور سینکڑوں مقامات پر مذکور ہے، جبکہ لفظ عشق کہیں دکھائی نہیں دیتا''۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جو لفظ استعمال فرمایا جو اصطلاح وضع کی اسے ہی ہمیشہ اختیار کیے رکھنے میں کیا مضائقہ ہے؟ یا کیا رکاوٹ ہے؟

ہم بحمد اللہ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو فرض قرار دیتے ہیں اس محبت کے بغیر ایمان حاصل نہیں ہوسکتا، ہماری اس محبت کے بہت سے مظاہر اور عملی ثبوت ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ ہم محبت کے تعلق سے ہمیشہ وہی لفظ استعمال کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیشہ استعمال فرمایا۔ وللہ **الحمد والمنۃ**۔

ہمیں لفظ محبت سے محبت ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا اختیار کردہ اور استعمال کردہ ہے اور اس لئے بھی کہ محبت میں جس تعلق کا اظہار ہے وہ انتہائی پاکیزہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس لفظ عشق نہ تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا مختار ومستعمل ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے شایانِ شان ہے؛ کیونکہ یہ لفظ معنوی طور پر ہمیشہ پاکیزگی کی حدود میں نہیں رہتا، بلکہ اپنے بہت سے مفاہیم کے ساتھ پاکیزگی کی حدود سے خارج ہوجاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ لفظ عشق کا استعمال کرنے والے خود بھی بعض مقامات پر اس کے استعمال سے گریزاں نظر آتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے ذہنوں کے کسی حصہ میں یہ بات موجود ہے کہ یہ لفظ اتنا پاکیزہ نہیں ہے۔

[لفظ محبت یا عشق کا استعمال، ص:8]

عشق الٰہی اور عشق رسول جیسے الفاظ استعمال کرنے والوں کو جب یہ الفاظ استعمال کرنے سے منع کیا جاتا ہے تو یہ لوگ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ عشق کا لفظ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ استعمال کرنے سے ہمارا مقصد محبت میں افراط کو ظاہر کرنا ہے ان حضرات کی یہ توجیہ قرآن وسنت کی رو سے باطل ہے کیونکہ:

(۱) اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی صفت بیان فرمائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں بہت

سخت ہیں۔اگر ان کی بیان کردہ توجیہ صحیح ہوتی تو اللہ تعالیٰ بھی مومنین کی فرط محبت کیلئے ’’عشق ‘‘ کا لفظ استعمال فرماتے لیکن ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔

(۲) سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس جملے، ((**إنّي لأحبك يامعاذ**))، کے جواب میں جو فرمایا اس میں بھی لفظ ’’عشق رسول‘‘ استعمال کرنے کا کامل رد موجود ہے۔کیونکہ معاذ رضی اللہ عنہ نے جواباً عرض کیا کہ۔۔میں بھی آپ سے محبت (نہ کہ عشق) کرتا ہوں۔‘‘

[سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب فی الاستغفار، رقم الحدیث (1522)]

(۳) صحیح حدیث میں جائز محبت کی انتہا کیلئے بھی لفظ محبت ہی استعمال کیا گیا ہے مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((**وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ**))

[صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الإیمان، رقم الحدیث (14)]

’’قسم ہے اس ذات کی! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔تم میں سے کوئی بھی (کامل) مومن نہ ہوگا جب تک میں اس کے والد اور اولاد سے بھی زیادہ اس کا محبوب نہ بن جاؤں‘‘۔

اس حدیث میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کے لئے لفظ ’’حب‘‘ ہی استعمال ہوا ’عشق‘ کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔

کتب تاریخ اور کتب سیر اس بات پر گواہ ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی جان، مال، اولاد اور ہر چیز سے زیادہ محبت رکھتے تھے۔لیکن انہوں نے کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لفظ عشق استعمال نہیں کیا جس کا ایک اٹل ثبوت سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات دن کے اجالے کی طرح واضح ہوگئی کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لفظ ’’عشق‘‘ استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

لفظ عشق کے استعمال کی تردید میں اہل علم کے فتاویٰ

سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی سے کسی نے سوال پوچھا کہ: ’’بہت سے لوگ عاشق اللہ، محمد اللہ اور محب اللہ نام رکھتے ہیں، کیا اس طرح کے نام رکھنا جائز ہے یا ناجائز؟

تو فتویٰ کمیٹی نے یہ جواب دیا: ’’عاشق اللہ نام رکھنا بے ادبی ہے البتہ محمد اللہ اور محب اللہ نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن افضل یہ ہے کہ اس طرح کے نام رکھنے کے بجائے ایسے نام رکھے جائیں، جن سے اللہ تعالیٰ کی طرف عبدیت کی نسبت ہوتی ہو یا پھر محمد، صالح اور احمد جیسے نام رکھ لئے جائیں‘‘۔

[فتاوی اسلامیہ جلد 4 ص:423 (اردو طبع دار السلام]

مولانا ابو الحسن مفتی مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ بھی اپنے ایک فتوی میں فرماتے ہیں کہ: قرآن حکیم اور حدیث رسول میں اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے جو لفظ کثرت سے آیا ہے وہ محبت ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿**يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ**﴾۔[**المائدة/54**]

’’اے ایمان والو! جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا (یاد رکھیے!) عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم لے آئے گا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا اور وہ اس سے محبت کرتے ہونگے۔‘‘

اس کے بعد موصوف ابوداؤد (1522) کی سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ والی حدیث نقل کرتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں:

’’قرآن حکیم میں محبت والی کئی ایک آیات ہیں اور اسی طرح صحیح احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے لئے

محبت کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ لہٰذا ہمیں اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اہل ایمان کے لئے یہی لفظ استعمال کرنا چاہیے اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن حکیم اور رسول اللہ ﷺ کی کسی بھی صحیح حدیث میں لفظ عشق استعمال نہیں کیا گیا۔ البتہ ایک مصنوعی، بناوٹی اور جعلی روایت میں لفظ عشق استعمال ہوا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کر کے یوں بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے عشق کیا اور چھپایا اور پاکباز رہا اور مر گیا وہ شہید ہے''۔

یہ روایت تاریخ بغداد (5/166-262)(50/2)، (298/11)، تاریخ دمشق اور العلل المتناهية وغیرہ میں موجود ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ [سلسلة الأحاديث الضعيفه(309)]

معلوم ہوتا ہے کہ جہاد سے باغی اور کسی عشق کے مریض نے یہ روایت بنائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے میدان کارزار میں قتل ہونے والوں کے علاوہ جل کر، غرق ہو کر، پیٹ کے مرض سے، ذات الجنب والے اور ایسی عورت کو شہید قرار دیا ہے جو نفاس میں بچے کی ولادت پر فوت ہو جائے۔ قتیل عشق کو کہیں بھی شہید قرار نہیں دیا ہے۔ یہ کسی قتیل لیلیٰ کی کاروائی معلوم ہوتی ہے۔

آخر پر مولانا فرماتے ہیں: الغرض لفظ عشق قرآن وحدیث میں کہیں وارد نہیں ہوا اور عشق ایک بیماری ہے جس کا علاج کیا جانا چاہیے اور پھر یہ ہمارے عرف میں اچھے اور برے دونوں معنوں میں مستعمل ہے، اس لئے ایسے لفظ کا استعمال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے نہیں کرنا چاہیے۔ کوئی شخص بھی یہ لفظ اپنی ماں، بہن اور بیٹی کے لئے استعمال کرنا پسند نہیں کرتا تو پھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے کیسے پسند کرتا ہے؟۔

[أحکام و مسائل، ص:78-80]

فتاویٰ ''الشبكة الإسلامية'' میں ہے کہ کسی نے دریافت کیا کہ کیا لفظ عشق اللہ کے حق میں بولا جا سکتا ہے؟

تو مرکز الفتوی کے مفتی نے فتوی دیا کہ ''لفظ عشق کا استعمال اللہ کے حق میں جائز نہیں کیونکہ شرعی الفاظ کے سلسلے میں انہی الفاظ پر اکتفاء کرنا ضروری ہے جنہیں کتاب وسنت میں استعمال کیا گیا ہے، اور یہ لفظ نہ تو نصوص وحی میں کہیں موجود ہے، اور نہ ہی صحابہ رضی اللہ عنھم نے کبھی استعمال کیا ہے۔ البتہ لفظ محبت قرآن وحدیث میں اللہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی اللہ تعالیٰ کے لئے لفظِ عشق کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا مسلمان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے صرف وہی الفاظ استعمال کریں جو کتاب وسنت میں موجود ہیں''۔

[ماخوذ از فتاوی الشبكة الإسلامية: 7461/ 5 بحوالہ محبت، کیوں، کس سے اور کیسے ص:235]

اہل علم کے ان فتاویٰ سے یہ بات نصف النہار کی طرح واضح ہو گئی کہ لفظ عشق اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ استعمال کرنا کھلی گستاخی ہے۔ [فيه كفاية لمن كان له دراية]

عشق کی حقیقت

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''ڈاکٹرز اور اطباء کی رائے یہ ہے: کہ یہ ایک ایسا مرض ہے جو وسواس کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اور انسان کو زیادہ سوچنے یا کسی صورت یا عادات کے حسن کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے اس کے نفسیاتی اسباب تو سوچنا اور حسن کا پسند آنا اور جسمانی سبب منی سے پیدا ہونے والے فضول قسم کے بخارات کا دماغ کو چڑھ جانا ہے، اسی وجہ سے کنوارے لوگ اکثر عشق میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔''

[محبت کی حقیقت اور اس کے تقاضے (اردو ترجمہ روضة المحبين)، ص:168]

افلاطون کہتا ہے! ''عشق فارغ دل کی حرکت ہے۔''

ارسطو کہتا ہے: ''عشق کام کاج اور صناعت سے خالی دل کو لاحق ہونے والی ایک جہالت ہے''۔

بعض فلاسفہ یہ بھی کہتے ہیں: ’’عشق کسی بھی فارغ دل کا بدترین چناؤ ہے‘‘۔

قیس بن ملوح کہتے ہیں:

اتانی ھواھا قبل أن أعرف الھوی

فصادف قلبًا خالیًا فتمکنا

’’مجھے اس سے محبت کا خیال اس وقت آیا جب میں یہ جانتا بھی نہیں تھا کہ محبت کیا ہوتی ہے، سو یہ خیال خالی دل سے ٹکرایا اور اس نے جگہ پائی‘‘۔

کسی قائل نے کیا خوب کہا ہے کہ: عشق میرے خیال کے مطابق ایسا حق نہیں جو باطل کے مشابہ ہو اور ایسا باطل نہیں جو حق کے مشابہ ہو، اس کا مذاق حقیقت اور اس کی حقیقت مذاق ہے، اس کی ابتدا تفریح اور اس کی انتہا موت ہے۔

امام جاحظ فرماتے ہیں: ’’عشق محبت کی حدود کو تجاوز کرنے کا نام ہے جیسے اسراف سخاوت سے آگے نکلنے اور بخل میانہ روی کی حدود پھلانگنے کو کہتے ہیں، لہٰذا ہر عشق محبت ہے لیکن ہر محبت عشق نہیں‘‘۔۔۔ [روضۃ المحبین، ص:169 (اردو)]

مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’عشق شہوت کی شدت اور غلبہ کا نام ہے۔‘‘

[روضۃ المحبین، ص:220 (اردو)]

دوسرے مقام پر موصوف رقمطراز ہیں:

’’عشق حسن و جمال پر موقوف نہیں یہ تو دلوں کا باہم مل جانا اور طبیعتوں کا ایک دوسرے کی طرف راغب ہونا ہے‘‘

عشق کی ابتداء مشقت ہے اس کا درمیان بیماری ہے اور اس کی انتہا موت ہے‘‘

[روضۃ المحبین، ص:174 (اردو)]

عاشق کو عاشق کیوں کہا جاتا ہے

ہندی میں ’’عشق پیچاں‘‘ ایک بیل ہے جو درخت سے لپٹ جاتی ہے اور اس کو بے برگ و بار بنا دیتی ہے پھر وہ زرد ہو جاتا ہے اور کچھ دنوں بعد خشک ہو جاتا ہے اسی طرح عشق جب قلب عاشق میں سما جاتا ہے تو اس کو زرد چہرہ اور لاغر بدن بنا دیتا ہے۔

[عشق رسول، ص:11]

ابو العباس احمد بن یحییٰ سے پوچھا گیا: محبت اور عشق میں سے کون سا لفظ پاکیزہ اور قابل تعریف ہے؟ فرمایا: محبت کیونکہ عشق میں حد سے تجاوز اختیار کر جانے کا معنی پایا جاتا ہے۔ اور عاشق کو عاشق اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ فرط محبت سے کٹے ہوئے درخت کی مانند مرجھا جاتا ہے۔ [لفظ محبت یا عشق کا استعمال، ص:10-9]

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے عشق کو روح کی شراب قرار دیا ہے جو اسے نشہ میں مبتلا رکھتی ہے، اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی محبت سے روکتی ہے، اللہ تعالیٰ کی مناجات کی لذت میں رکاوٹ بنتی ہے، غیر اللہ کی غلامی کا باعث بنتی ہے، چنانچہ عاشق کا دل ہمیشہ معشوق کا غلام رہتا ہے، بلکہ عشق غلامی کا لب لباب ہے۔

[لفظ محبت یا عشق کا استعمال، ص:10]

محبت کے مراتب

شارح عقیدہ طحاویہ الشیخ ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ نے محبت کے دس مراتب بیان کیے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

پہلا مرتبہ : علاقہ : دل کا محبوب کے ساتھ معلق ہونا۔

دوسرا مرتبہ : ارادہ : دل کا محبوب کی جانب میلان کرنا اور اس کی طلب کرنا۔

تیسرا مرتبہ : الصبابہ : دل کا محبوب کی محبت میں اس قدر جھک جانا کہ وہ آپ کے کنٹرول میں نہ رہے جیسے پانی نچلی سطح کی زمین میں گرتا ہے۔

چوتھا مرتبہ : الغرام : ایسی محبت جو دل میں پیوست ہو جائے اسی سے غریم ہے اس لئے کہ آپ اس کے ساتھ چپکے رہتے ہیں، اسی سے ہے اللہ کا ارشاد:

﴿اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا﴾۔ [الفرقان:65]

''بے شک اس کا عذاب چمٹ جانے والی چیز ہے''۔

پانچواں مرتبہ :مودت اور ود: اس کا معنی محبت کا صاف اور خالص ہونا ہے ارشاد ربانی ہے:

﴿سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾۔[مریم:96]

''رحمٰن ان کی محبت (مخلوقات کے دل میں) پیدا کر دے گا''

چھٹا مرتبہ :شغف: محبت کا دل کے شگاف میں سرایت کر جانا۔

یہ لفظ قرآن پاک میں بھی استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾۔[یوسف:30]

''اور شہر میں کچھ عورتوں نے کہا عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اس کے نفس سے پھسلاتی ہے، بلاشبہ وہ محبت کی رو سے اس کے دل کے اندر داخل ہو چکا ہے۔ بے شک ہم تو اسے صریح غلطی پر دیکھتی ہیں''۔

ساتواں مرتبہ :عشق: انتہا درجہ کی محبت جس سے جان کا خطرہ محسوس کیا جائے لیکن اللہ پاک کی محبت کو اور کسی بندے کی محبت جو اللہ کے ساتھ ہے دونوں کو عشق کے لفظ سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا اگرچہ بعض نے ان پر بھی اس لفظ کا اطلاق کیا ہے۔

اس لفظ کے عدم استعمال کی وجہ یا تو یہ لفظ کتاب وسنت میں موجود نہیں یا اس لئے کہ

عشق میں محبت کے ساتھ شہوت بھی ہوتی ہے یا کوئی اور سبب بھی ہو سکتا ہے۔

آٹھواں مرتبہ : تیم : ایسی محبت کہ آپ محبوب کے غلام بن جائیں۔

نواں مرتبہ : تعبد : نواں مرتبہ تعبد ہے یعنی حد درجہ کی غلامی اختیار کرنا۔

دسواں مرتبہ :خلت: ایسی محبت جو محب کے دل ودماغ میں سرایت کر جائے۔

[لفظ محبت یا عشق کا استعمال، ص:4-6]

محبت کے اقسام

محبت کو آسانی کے لئے دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

(۱) حقیقی محبت (۲) غیر حقیقی محبت یعنی عشق

(۱) حقیقی محبت:

حقیقی محبت وہ ہے جو انسانی شہوتوں اور خواہشوں سے دور اور پاک ومنزہ ہو، اس کے پیچھے دھوکہ، فریب، کذب بیانی، دروغ گوئی اور وقتی مفاد کا حصول کارفرما نہ ہو۔ ایسی سچی اور والہانہ محبت ہو جس کی دوسرے لوگ تعریف کریں اور خود بھی اسے اپنانے کی کوشش کریں اور اس کے حصول کے بعد اس میں روز بروز اضافہ ہو۔ حقیقی محبت وہی ہے جس کا حکم اسلام نے اپنے پیروکاروں کو دیا ہے، انہیں اس پہ ابھارا ہے اور اس پہ اجر وثواب کا وعدہ بھی کیا ہے، حقیقی محبت کی دیواریں صحیح عقیدہ، اللہ واحد پہ یقین وایمان اور کتاب وسنت کی تعمیل پہ تعمیر ہوتی ہیں، اس کے ستون اقامت صلاۃ پہ کھڑے ہوتے ہیں اور چھتیں اعمال صالحہ، نیکی وبھلائی، صدق ووفا، خلوص وللّٰہیت اور ایثار وقربانی سے قائم رہتی ہیں۔

حقیقی محبت جو ہمیشہ زندہ رہتی ہے کبھی مرتی نہیں، قیامت تک جس کا ذکر خیر ہوتا ہے، جسے سن کر قلب وجگر متاثر ہوتے ہیں، عمل وفعل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، وہ محبت یقیناً اللہ ورسول سے محبت ہے، کتاب وسنت سے والہانہ لگاؤ وتعلق ہے، تاریخ اسلام اور کتب

احادیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور فرزندان اسلام کے ایسے ایسے ایمان افروز اور محبت وعقیدت کے واقعات درج ہیں جن کے پڑھنے اور سننے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حقیقی محبت وہی ہے جس کا عملی نمونہ انہوں نے پیش کیا، انہوں نے اللہ ورسول سے حقیقی محبت کی ، کتاب وسنت سے دل لگایا اور اسلام کے اس قدر سچے شیدائی بنے کہ انہوں نے اس کی نشر واشاعت اور سربلندی کے خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا ، مال ودولت ، زمین وجائداد ، دوست واقارب ، خاندان وکنبہ ، بیوی ، بچے ، سب کو ترک کر دیا اور دین حق کی خاطر ایسی ایسی اذیتیں اور تکلیفیں برداشت کیں جن کی یاد سے رونگٹھے کھڑے ہوجاتے ہیں ، دل دہل جاتا ہے ، آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں ۔

[محبت کرنا سیکھئے مگر کس سے اور کیسے؟ ص:37-38]

(۲) غیر حقیقی محبت ''عشق'' :

انسان جب اپنی فطرت سے دور ہوجاتا ہے، حقیقت سے چشم پوشی کرنے لگتا ہے، فرائض کی انجام دہی سے کتراتا ہے، اللہ ورسول سے اس کا رشتہ منقطع ہوجاتا ہے، کتاب وسنت کی تعلیمات سے بے خبر ہوجاتا ہے، اسلام کے اوامر ونواہی سے پہلو تہی برتتا ہے، دینی تعلیم کے حصول سے غفلت برتتا ہے، وقت کی قدر نہیں کرتا، آخرت کی فکر سے غافل ہوجاتا ہے اور دوسروں کے حقوق کی ادائیگی سے سبکدوش ہوجاتا ہے، اس وقت وہ شیطان کے نرغے میں آجاتا ہے اور ہر کام وہ شیطان اور اپنے نفس کے کہنے کے مطابق کرتا ہے، اسے ہر اچھی چیز خراب نظر آتی ہے، ہر فائدہ منداور سودمند چیز ضرر رساں اور نقصان دہ معلوم پڑتی ہے، اب وہ شیطانی اور نفس پرستانہ ذہنیت لے کر اپنی زندگی کا آغاز کرتا ہے اور ہر وہ کام انجام دیتا ہے جو عقل سلیم اور فطرت اسلام کے خلاف ہو، بروں سے محبت کرتا ہے، بدکاروں کے ساتھ بیٹھتا ہے، فحاشوں سے باتیں کرتا ہے، جوا کھیلتا ہے، چوری کرتا ہے، شراب پیتا ہے، نشہ آور چیزوں کا عادی ہوتا ہے، بیڑی، سگریٹ، افیون، چرس کا دھندہ

کرتا ہے اور ان کے استعمال سے اپنی زندگی اجیرن بناتا ہے، دھوکہ وفریب دیتا ہے، دوسروں کی عزت وعصمت کو تار تار کرتا ہے، دروغ گوئی اور کذب بیانی سے کام لیتا ہے، حیلے بہانے کرتا ہے، سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بناتا ہے ۔

یہ سب کچھ انسان اس وقت انجام دیتا ہے جب اس کے اندر سے حقیقی محبت کا فقدان ہوتا ہے جیسا کہ مذکورہ عبارتوں سے عیاں ہوتا ہے اور وہ فطری طور پر ان چیزوں کو محسوس بھی کرتا ہے کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے غلط کر رہا ہے، اپنے نفس کو ذلت وپستی کی چکی میں پیس رہا ہے ۔ [محبت کرنا سیکھئے مگر کس سے اور کیسے؟ ص:278-279]

عشق کے اقسام

شیخ محمد صالح المنجد حفظہ اللہ نے عشق کی چار قسمیں بیان کی ہیں :

پہلی قسم : مردوں کا عورتوں سے عشق : غالب طور پر یہی قسم ہر طرف عام ہے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں ایک قسم مباح بھی پائی جاتی ہے اور وہ ہے نکاح کے تعلق سے میاں کا اپنی بیوی سے محبت کرنا یا پھر مالک اور باندی کے درمیان جو تعلقات ہوں ۔ اور اس کے مباح ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ جب تک یہ محبت اللہ تعالیٰ کی عبودیت کے ساتھ ٹکراؤ نہ رکھے ، اور نہ ہی اسکی وجہ سے کسی حرام کام کا ارتکاب کیا جائے ، اور نہ ہی اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے کسی کام کو ترک کیا جائے تو یہ عشق ومحبت مباح کے دائرے میں باقی رہتا ہے ۔

دوسری قسم : عورتوں کا مردوں سے عشق : یہ بھی سابقہ قسم کی طرح ہے ۔ (یعنی اس میں بھی بعض احوال ایسے ہیں جن میں یہ جائز ہوتا ہے اور بعض حالات میں حرام ہوجاتی ہے) ۔

تیسری قسم : مردوں کا مردوں سے عشق : ۔ یہ قسم اللہ تعالیٰ کے ہاں انتہائی مبغوض اور ناپسندیدہ ہے ۔ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غضب اور اسکی ناراضگی حاصل ہوتی ہے ۔ یہ قسم

عاشق اور معشوق دونوں کیلئے دنیا اور آخرت کے لحاظ سے انتہائی نقصان دہ ہے۔عشق کی اسی قسم میں نوخیز چھوکروں کا عشق بھی شامل ہے،اور قوم لوط کا عمل بھی جس کی وجہ سے ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور اس کا عذاب نازل ہوا۔اس کی وجہ ان لوگوں کا وہ فعل تھا جو لونڈوں کی محبت کے نتیجے میں سامنے آیا تھا۔اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس مرض کو نشے کی مستی سے تعبیر کیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾۔[الحجر:72]

''آپ کی عمر کی قسم!وہ تو اپنی بدمستی میں سرگرداں تھے''۔

بلاشک وشبہ یہ فعل فطرت کے برعکس اور اخلاقی انحراف کا نتیجہ ہے۔

چوتھی قسم : عورتوں کا عورتوں سے عشق: یہ قسم بھی جرم ہونے میں سابقہ قسم کی طرح ہے۔جس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی،اسکا غضب،ذلت اور رسوائی مقدر میں آتے ہیں۔
ایک سروے کے مطابق اس قسم کے عشق کا بڑا اور اہم ترین سبب آپس کے تعلقات اور غلط روابط ہیں۔

عشق کی یہ قسم بھی بہت بڑی خرابی کا پیش خیمہ ہے اور اخلاقیات کی انتہائی سخت پامالی اور زوال کا سبب ہے۔

[دل کا بگاڑ،ص-360-363،دوسری قسم کو مختصراً نقل کیا گیا ہے]

قارئین کرام!آخر الذکر دو قسموں کو عرف عام میں لواطت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔یہ ایک ایسی بیماری ہے جو مغربی ممالک میں بڑی تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہے اور اس فعل شنیع کے نتائج بھی وہ جنسی بے راہ روی اور جنسی بیماریوں SEXUALLY (TRANSMITTED DISEASES) کی صورت میں بھگت رہے ہیں۔

اس مضمون کو آئندہ ایک الگ فصل میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے۔

فصل سوم

لواطت کی مذمت:

ہم جنس کا اپنے ہم جنسوں سے بدکاری کرنا لواطت کہلاتا ہے۔

سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم میں یہ بدکاری پائی جاتی تھی اس لئے انہی کی مناسبت سے اسے لواطت کہا جاتا ہے۔مگر سیدنا لوط علیہ السلام جیسے نبی کے نام پر یہ اصطلاح بنانا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔اس لئے اس لفظ کے استعمال سے گریز ہی بہتر ہے۔

[انسان اور گناہ،ص:232]

اللہ تعالیٰ نے سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم کا عمل بد اور ان کے میلان کو اور ان کو جو عذاب دنیا میں دیا تھا اس کو ہمارے سامنے قرآن پاک میں کئی جگہ پر ذکر فرمایا ہے حالانکہ ان کے کفر کا ذکر اتنی کثرت سے نہیں کیا،جبکہ یہ معلوم ہے کہ کفر اس بدکاری سے بھی بڑا گناہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہمیں اس گھناؤنے جرم سے بچانا چاہتے ہیں۔ہم نے قرآن پاک میں یہ بھی پڑھ رکھا ہے کہ ان پر دنیا میں پتھر برسائے گئے تھے۔

[ذم الھوٰی،ص:117(اردو)]

جرائم میں سب سے زیادہ خطرناک اور گھناؤنا جرم عمل قوم لوط ہے۔اللہ رب العزت نے مرد کی شہوت پورا کرنے کے لئے عورت کو بنایا ہے اگر کوئی شخص عورت کے بجائے مرد سے شہوت پوری کرے تو یہ اس کی گندی ذہنیت کی دلیل ہے،ایسا شخص فطرت انسانی کے خلاف کام کرتا ہے،اس کی بصیرت چھن گئی ہے،اور عقل سے عاری ہو چکا ہے،اس کی مثال اس شخص کے مانند ہے جو بہترین تیار شدہ بھنے ہوئے گوشت کو کھانے کی بجائے گلا،سڑا،متعفن کچا گوشت کھانے کی خواہش کرے،قوم لوط سے پہلے یہ عمل تاریخ انسانی میں کبھی

نہیں کیا گیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ﴾۔[الأعراف:80]

''کیا تم بے حیائی کے کام کو کرتے ہو جو کہ پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا۔''

انسان کو اللہ رب العزت نے عقل کے نور سے نوازا ہے، عجیب بات تو یہ ہے کہ جانور بھی عملِ قومِ لوط نہیں کرتے، اگر قوم لوط اس قبیح عمل کو شروع نہ کرتی تو شاید انسان اس گناہ سے بچے ہوئے ہوتے، عبدالملک بن مروان کا قول ہے:

((لولا أن الله تعالیٰ ذکر آل لوط فی القرآن ماظننت أن أحدا یفعل بها))۔

(اگر اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کا ذکر قرآن پاک میں نہ کیا ہوتا تو میں خیال نہ کرتا کہ کسی نے اس فعل کو کیا ہوگا)۔

[حیا اور پاکدامنی، ص:199-200]

عمل قوم لوط کے نقصانات

فطرت کی خلاف ورزی سے کیسے سنگین نتائج برآمد ہوتے ہیں آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ ایک مرد اور عورت نکاح کے رشتہ میں بندھ کر باہم ازدواجی تعلق قائم کرتے تھے۔موجودہ زمانہ میں پہلے نکاح کے رشتہ کو غیر ضروری قرار دیا گیا خاص کر مغربی ممالک میں اور ان ممالک میں مرد مرد اور عورت عورت بھی ایک دوسرے سے جنسی تعلق قائم کرسکتے ہیں اور اس کو وہ بزعم خویش ''جنسی اختیار'' کا نام دیتے ہیں۔مگر اس فطری انحراف سے جو نتائج منظر عام پر آئے انہوں نے بہت جلد بتایا کہ فطرت کے نظام سے انحراف ہمیشہ فساد پیدا کرتا ہے۔چنانچہ اس فطری انحراف (Homosexuality) یعنی ہم جنسی کے برے نتائج کی ایک تازہ مثال ایڈز (AIDS) ہے۔یہ فطرت کی خلاف ورزی کی سزا ہے، یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ مہلک مرض غلط عادتوں

خاص طور پر ہم جنسی (Homosexuality) کے فعل کے سبب سے پیدا ہوتا ہے۔موجودہ زمانے میں مغرب کے آزاد لڑکوں اور لڑکیوں میں اس کا رواج بہت بڑھ گیا تھا حتیٰ کہ وہ کھلم کھلا ہم جنسی کا فعل کرنے لگے مگر اس غیر فطری فعل کی سزا انہیں ایک نہیں بلکہ کئی ایک مہلک جنسی امراض کی صورت میں ملی تو وہ اب خود ایک دوسرے سے بھاگنے لگے ہیں۔

آخر اللہ تعالیٰ کیوں نہ ان کو عذاب کرے؟ یہ لوگ تو قوم لوط سے بھی چار قدم آگے بڑھ چکے ہیں۔برطانیہ میں 1947ء میں ہم جنسی کو ازروئے قانون جائز قرار دیا گیا تھا۔اب مزید ترقی ہوئی ہے اور عام طور پر اس کو نکاح کی طرح ایک جائز کام سمجھا جانے لگا۔ڈنمارک (Denmark) میں ہم جنسی کا فعل کرنے والے جوڑوں کے لئے وراثت کا وہی قانون منظور کیا گیا ہے جو شادی شدہ جوڑوں کے لئے ساری دنیا میں پایا جاتا ہے۔ڈنمارک کی پارلیمنٹ (Parliment) میں اس موضوع پر رائے شماری ہوئی تو ممبران کی اکثریت نے اس کے حق میں رائے دی کہ جو ہم جنسی جوڑے اس کا ثبوت دے دیں کہ وہ ایک ساتھ رہتے ہیں، وہ ایک دوسرے کی وراثت میں میاں بیوی کی طرح حصہ دار قرار پائیں گی۔

عورت کے معاملہ میں فطرت سے انحراف کا دوسرا نقصان جدید ترقی یافتہ ملکوں کو یہ ملا کہ ان کا پورا معاشرہ جنسی آوارگی کا شکار ہوگیا اور اس کے نتیجے میں اتنے بے شمار مسائل پیدا ہو گئے جن کا شمار بھی آسان کام نہیں۔

یا اللہ ہمیں ہر طرح کے گناہوں سے محفوظ فرما۔آمین

[اس مضمون کی بنیادی معلومات مبشر حسین لاہوری کی کتاب ''انسان اور گناہ''، ص:141-146 سے لی گئی ہیں]۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''لواطت کا گناہ کفر کے قریب ہے، لواطت ازدواجی مصلحتوں کے سراسر خلاف ہے۔لواطت کی خرابیاں بڑی خطرناک ہیں۔اس لئے اس کی عقوبت وسزا بھی یہاں اور آخرت میں دونوں جگہ خطرناک ہے۔

[دوائے شافی ص:406]

اس فعل شنیع اور بے حیائی کی ہولناکیاں نہایت ہی خطرناک ہیں۔اور اس بے حیائی کی ہولناکی پر دلالت کرنے والی وہ روایت ہے جسے ابن ابی الدنیا وغیرہ نے جناب مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ''جو شخص یہ عمل کرتا ہے اگر وہ آسمان وزمین کے پانی کے ہر قطرہ سے غسل کرے پھر بھی وہ ناپاک ہی رہے گا'' اور فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: لواطت کرنے والا اگر بارش کے ہر قطرہ سے غسل کرے وہ اللہ سے ملاقات کے وقت ناپاک ہوگا،اس کی سند حسن ہے،مطلب یہ ہے کہ پانی اس گناہ عظیم کو زائل نہیں کرسکتا جس نے اس کو اپنے رب سے دور کردیا ہے،اس کا مقصد اس بے حیائی کے عمل کی ہولناکی سے ڈرانا ہے''۔

[روح المعانی للآلوسی: ج8،ص:172 بحوالہ بے حیائیوں کے قریب مت جاؤ ص:63]

عمل قوم لوط کی شرعی سزا

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ سے کوئی فیصلہ لواطت (اغلام) کے بارے میں ثابت نہیں ہے،کیوں کہ یہ عرب میں رائج نہیں تھی،لہٰذا ایسا کوئی مقدمہ آپ ﷺ کے سامنے پیش نہیں ہوا،لیکن یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:''فاعل اور مفعول کو قتل کردو!''

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی یہ حکم نافذ کیا،اور صحابہ سے مشورہ کے بعد خالد رضی اللہ عنہ کو فرمان بھیج دیا۔

ابن قصّار اور ہمارے شیخ ابن تیمیہ کا کہنا ہے کہ صحابہ کا لواطت کرنے والے کو قتل کردینے کے بارے میں مکمل اتفاق ہے اگرچہ کیفیت قتل میں اختلاف ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس شخص کو تم قوم لوط کا عمل کرتے ہوئے پاؤ اسے قتل کردو''۔

[سنن ابی داؤد(4462)ماخوذ از زاد المعاد حصہ سوئم ص:602(اردو) ناشر:نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی]

علماء نے کہا ہے کہ جس کے ساتھ قوم لوط کا عمل کیا جائے وہ زنا کی اولاد(حرامی) سے بھی بدتر،پلید اور معیوب ہوجاتا ہے،وہ اس لائق ہوتا ہے کہ بھلائی کی توفیق سے محروم ہو اور اس کے اور بھلائی کے درمیان رکاوٹ ڈال دی جائے،وہ جب کبھی کوئی اچھا کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ بطور سزا اس کے لئے کوئی ایسی چیز مقدر فرمادیتا ہے جو اسے بے کار کردیتی ہے،اور اسے نفع بخش علم،نیک عمل اور سچی توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی،الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کچھ چاہے۔ [بے حیائیوں کے قریب مت جاؤ،ص:60]

عمل قوم لوط کرنے والوں کے حالات کا بیان

۱۔ان کی فطرت الٹی اور اس فطرت کے برعکس ہوتی ہے جس پر اللہ نے مردوں کو پیدا کیا ہے،اسی طرح ان کا مزاج اس انسانی مزاج کے خلاف ہوتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو مرکب کیا ہے اور وہ یہ کہ (مردوں میں) عورت کی شہوت کا ہونا نہ کہ مردوں کی۔

۲۔ان کو لذت اور فرحت اپنی خواہشات کو پائخانے،میل کچیل اور گندگیوں میں پوری کرنے اور وہاں پر زندگی کی بہار ضائع کرنے میں ملتی ہے۔

۳۔شرم وحیا،طبیعت اور خودداری میں خواہ وہ فطری ہو یا کسبی وہ لوگ جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں۔

۴۔ہمیشہ،ہر گھڑی ان میں بدکاری کی رغبت،فکر اور آوارگی غالب رہتی ہے،کیونکہ ہر وقت ان کے سامنے مرد ہوتے ہیں جب بھی آئیں،جائیں،نکلیں یا داخل ہو،مردوں کی شکل ان کے ذہن سے اوجھل نہیں ہوتی،ان میں سے جب کوئی کسی بچے،جوان یا مرد کو دیکھتا ہے تو اسے فاعل یا مفعول بہ بنانا چاہتا ہے۔

۵۔ان میں سے ہر ایک کو آپ بے شرم پائیں گے،اس کے چہرے سے زمین زندگی

کی رونق چوس لیتی ہے، لہٰذا نہ وہ اللہ سے شرماتا ہے، نہ اس کی مخلوق سے اور ایسے شخص سے کوئی فائدہ نہیں اور اس سے کسی بھلائی (کی امید بھی) نہیں۔

٦۔ اس میں نہ مردوں جیسی قوت ہوتی ہے نہ بہادری اور دلیری، وہ ہمیشہ ہر مرد کے سامنے کمزور رہتا ہے، کیوں کہ وہ اس کا حاجت مند ہوتا ہے، اور اس کے علاوہ ان میں ایسی خرابیاں ہوتی ہیں جن کے سبب اللہ ان چہروں کو بدنما بنادیتا ہے، جو بگڑ جاتے ہیں اور اللہ کی ناراضگی سے دوچار ہوتے ہیں۔

٧۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق بیان کیا ہے کہ وہ فاسق اور بدکار ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاسِقِيْنَ﴾۔ [سورۃ الأنبیاء:74]

یعنی ''بے شک وہ بڑے ہی برے اور فاسق لوگ تھے''۔

٨۔ اور وہ حد سے تجاوز کرنے والے تھے۔ ارشاد باری ہے:

﴿بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ﴾۔ [الاعراف:81]

یعنی: ''بلکہ تم حد سے گزرنے والی قوم ہو''۔

٩۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی کی زبان سے ان کا مفسد نام رکھا ہے، ارشاد باری ہے:

﴿قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ﴾۔ [سورۃ العنکبوت:30]

یعنی: ''لوط علیہ السلام نے کہا کہ پروردگار اس مفسد قوم پر میری مدد فرما''۔

١٠۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کا نام ظالم رکھا ہے، ارشاد ہے۔:

﴿اِنَّا مُهْلِكُوْا أَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوْا ظَالِمِيْنَ﴾۔ [العنکبوت:31]

یعنی: ''بے شک ہم ان بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں، یقیناً یہاں کے رہنے والے ظالم ہیں''۔

لہٰذا ایسے لوگوں کے بارے میں غور کریں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان بری صفات سے

متصف فرمایا ہے، اور ان برائیوں کے ساتھ ان کی مذمت فرمائی ہے، اور وہ اسی لائق ہیں کیوں کہ وہ ایک ایسے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں جو فطرت، مزاج اور عقل ودماغ کے لئے غیر مانوس ہے، یہاں تک کہ عبدالملک بن مروان نے کہا کہ: ''اگر اللہ تعالیٰ قوم لوط کا ذکر قرآن مجید میں نہ کرتا تو میں گمان نہیں کرتا کہ کوئی شخص ایسا بھی کرسکتا ہے۔

[بے حیائیوں کے قریب مت جاؤ، ص:63-65]

عمل قوم لوط کے طبی نقصانات

شیخ سید سابق رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''افراد اور جماعت پر برے اثرات اور نقصانات کے باعث اسلام نے اس جرم کی سزا میں سختی برتی ہے، ڈاکٹر محمد وصفی کی کتاب ''اسلام اور طب'' سے مختصراً ہم اس کے نقصانات آئندہ سطور میں ذکر کررہے ہیں:

١۔ **عورت سے نفرت:** لواطت کا عمل مرد کو عورت سے بے رغبت کردیتا ہے اور معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ ہمبستری سے عاجز ہوجاتا ہے، اور اس طرح شادی کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد جو نسل کی پیدائش ہے فوت ہوجاتا ہے، اگر ایسے آدمی کی شادی ہوجائے تو یقیناً اس کی بیوی اس کی بھینٹ چڑھے گی، نہ سکون وراحت سے بہرہ یاب ہوگی، نہ محبت ورحمت سے ہمکنار ہوگی جو کہ ازدواجی زندگی کا اصول ہے، اس کے ساتھ وہ اپنی زندگی عذاب میں معلق گزارے گی، نہ شادی شدہ رہی نہ طلاق یافتہ۔

٢۔ **اعصاب (پٹھوں) پر اثر:** بلاشک یہ بری عادت نفس کو نشانہ بناتی ہے اور اعصاب پر خاص اثر ڈالتی ہے، اس کا ایک نتیجہ

شخصی معاملے میں انعکاس نفسی (خیالات کے الٹنے) کی بیماری میں مبتلا ہوجانا ہے، چنانچہ اپنے دل کی گہرائی سے سوچتا ہے کہ اسے مرد بننے کے لئے پیدا نہیں کیا

گیا، اور یہ شعور انحراف کی جانب پلٹ جاتا ہے اور اسی لئے لواطت کرنے والے کی فکر عجیب وغریب الٹی شکل اختیار کرلیتی ہے، پھر وہ اپنی ہی جنس کے لوگوں کی طرف میلان کا ادراک کرتا ہے اور اس کے برے افکار ان کے آلات تناسل کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں۔

لواطت کرنے والے کی بیماری کا معاملہ انعکاس نفسی (فکری الٹ) ہی پر بس نہیں ہو جاتا بلکہ اسی طرح دوسری جانب یہ بے حیائی ایسی بیماریوں کا سبب بنتی ہے جو اس شخص کے اندر فطری نفسی قوتوں کو کمزور کردیتی ہے اور اس میں ایسی چیز پیدا کردیتی ہے جس سے وہ نادر الوجود اعصابی امراض اور نفسی قابل مذمت بیماریوں کے نشانے پر کھڑا ہوجاتا ہے، اور زندگی کی لذت سے محروم ہوجاتا ہے، اور اس سے مردانگی اور انسانیت کی صفت سلب کرلی جاتی ہے اور اس میں خاص قسم کے موروثی دھبے باقی رہتے ہیں اور پوشیدہ اعصابی مصائب اس پر چھائے رہتے ہیں جنہیں یہ بدکاری ظاہر کرتی ہے اور اس کے اوپر انہیں مسلط رہنے کی دعوت دیتی ہے۔

ان نفسی اعصابی آفات کی مثال: **السادية** (SADISM) (سنگدلی کے ذریعہ خوشی حاصل کرنے کا میلان)، **الماسوشية** (MASOCHISM) (جنسی گمراہی کا ایک طریقہ جس سے مظلوم جسمانی بدسلوکی کے ذریعہ خوشی حاصل کرتا ہے) اور **الفیتشزم** (FET-ISH-ISM) (جنسی خواہش بھڑکانے کے لئے محبوب کے ساتھ تعلق قائم کرنا) وغیرہ بیماریاں ہیں۔

۳۔ **دماغ پر اثر:** اس کے علاوہ اغلام بازی انسان کے عقلی توازن میں زبردست بگاڑ اور اس کی فکر میں عام الجھن، اس کے خیالات میں عجیب وغریب گراوٹ، اس کی عقل میں کھلی بیوقوفی اور اس کے ارادے میں زبردست کمزوری کا سبب بنتی ہے، اور درحقیقت اس کا سبب اندرونی رطوبتوں (Harmones) کی قلت ہوتی ہے، جنہیں

غدہ درقیہ (Thyroid gland) اور گردے وغیرہ کے اوپر والے وہ غدود (Adrenal Glands) خارج کرتے ہیں جو لواطت کے باعث ڈائرکٹ متاثر ہوتے ہیں نتیجے کے طور پر ان کی کارکردگی میں خلل پڑتا ہے اور ان کے نظام میں خرابی پیدا ہوجاتی ہے اور یقیناً آپ لواطت اور اعصابی کمزوری (نیوزستانیا: Neurosthenia) میں گہرا تعلق اور دونوں کے درمیان عجیب وغریب ربط پائیں گے، چنانچہ لواطت کرنے والے عقلی کمزوری، بے آبروئی، فکری آوارگی اور عقل وہوش کی بربادی کا شکار ہوجاتے ہیں۔

۴۔ **السویداء:** لواطت یا تو سویداء (مالیخولیا کی بیماری، ایک بیماری کا نام جس میں دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے) بیماری کے ظہور کا سبب ہوتی ہے، یا اسے ظاہر کرنے اور برانگیختہ کرنے کا زبردست ذریعہ بن جاتی ہے، اور واقع میں ایسا ہوا ہے کہ یہ بے حیائی اس بیماری کے لئے انتہائی موثر وسیلہ بنی ہے، اس طرح کہ اس میں کئی گنا اضافہ ہوجاتا ہے اور اس کی پیچیدگی زیادہ ہوجاتی ہے اور اس کی وجہ اس قابل نفرت بے حیائی کے عمل کا خلاف قیاس ہونا اور اس کا جسم کے اعصاب پر برا اثر ڈالنا ہے۔

۵۔ **لواطت کا ناکافی ہونا:** لواطت ایک شاذ بیماری ہے اور ایک ایسا طریقہ ہے جو جنسی جذبات کی تسکین کے لئے ناکافی ہے کیونکہ یہ فطری جماع کے اصول سے دور ہے اور تمام پٹھوں کی رضامندی کے خلاف ہے اور اس سے عضلاتی نظام (Muscular System) پر شدید دباؤ اور جسم کے باقی تمام حصوں پر برا اثر پڑتا ہے۔

۶۔ **مستقیم (سیدھی آنت جس میں فضلہ جمع ہوتا ہے Rectum) کے عضلات (Muscles) کا ڈھیلا اور پراگندہ ہونا:** دوسری جانب درحقیقت لواطت کا عمل مستقیم آنت کے پھٹنے، اس کی ساخت کے بگڑنے، اس کے اعضاء کے ڈھیلے پڑنے اور اس کے بعض حصے کے گرجانے، پائخانہ کے اجزائے ترکیبی (Components) پر کنٹرول نہ ہونے اور اسے روکنے کی قدرت سے محرومی کا سبب بنتا ہے، یہی وجہ ہے

کہ آپ ایسے فساق کو ہمیشہ ان بدبودار مواد کے ساتھ لت پت پائیں گے کیونکہ یہ ان سے بلا ارادہ اور بغیر شعور نکلتے رہتے ہیں۔

۷۔ **اخلاق اور لواطت:** لواطت کا تعلق اخلاق کے ساتھ) ایسے تمام لوگوں کو جو اس (بدفعلی) کے مرتکب ہوتے ہیں آپ بداخلاق اور بدطنیت پائیں گے، شرافت اور کمینگی میں تمیز نہیں کر سکتے، ارادے میں کمزور ہوتے ہیں، ان کے اندر ایسا شعور نہیں ہوتا جو انہیں ملامت کرے، نہ ضمیر ہوتا ہے کہ انہیں باز رکھے، ان کا کوئی فرد جرائم کے ارتکاب کی جرأت اور برے جذبات کی تسکین کے لئے تشدد اور سختی اختیار کرنے اور بچوں اور چھوٹوں پر حملہ کرنے کو گناہ نہیں سمجھتا، نہ کوئی نفسی ڈانٹ پلانے والا اسے باز رکھ سکتا ہے۔

۸۔ **لواطت اور صحت عامہ کے ساتھ اس کا تعلق:** مذکورہ بیماریوں سے بڑھ کر لواطت اپنے مرتکبین کو ضیق الصدور (دل کی تنگی) کی بیماری سے دوچار کرتی ہے، اور دل کی دھڑکن کا سبب بنتی ہے اور انہیں عام کمزوری کے ذریعہ مختلف امراض کے شکار کا نشانہ بنادیتی ہے۔

۹۔ **اعضائے تناسل پر اثر:** اسی طرح لواطت کا عمل جسم کے اندر انزال کے اہم مراکز کو کمزور بنادیتا ہے اور حیوانات منویہ (Sperms) کے خاتمہ کا عمل شروع کر دیتا ہے، اور مادہ منویہ کی ترکیب (Compostion) پر اثر انداز ہوتا ہے۔ پھر معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ کچھ دنوں کے بعد نسل کی پیدائش کی قدرت معدوم ہوجاتی ہے اور لاولدی یا بانجھپن کا مرض لاحق ہوجاتا ہے۔

۱۰۔ **ٹائیفائڈ (میعادی بخار) اور پیچس یا اسہال:** (typhoid and dysentry): ہم کہہ سکتے ہیں کہ لواطت کا عمل ان امراض کے ساتھ ساتھ میعادی بخار اور پیچش یا اسہال وغیرہ جیسے خبیث متعدی امراض کا ذریعہ بنتا ہے، جو پائخانہ کے مواد کی گندگی کے ساتھ جن میں مختلف قسم کے جراثیم موجود ہوتے ہیں اور طرح طرح کے امراض اور بیماریوں سے بھرے ہوتے ہیں، منتقل ہوتے رہتے ہیں۔

فضیلۃ الشیخ/صفوت نورالدین حفظہ اللہ نے ان معلومات کا اضافہ یوں فرماتے ہیں کہ:

۱۱۔ لواطت کا عمل بیماریوں سے مقابلہ کی صلاحیت کے فقدان کا مرض پیدا کرتا ہے:

’’چونکہ مستقیم آنت (Rectum لمبی آنت جس میں فضلہ جمع ہوتا ہے) میں بہنے والے مادۂ منویہ کا جذب شدہ حصہ ہوتا ہے جس میں (امراض سے بچانے والے) فطری قوتِ مدافعت (Immune System) کے اجسام (Antibodies) ہوتے ہیں جو خون کو اس قابل بناتے ہیں کہ وہ ان مخالف مادوں کو چھانٹتا رہے جو قوتِ مدافعت کے اجسام کو فاسد کرتے ہیں، اور لواطت کے باعث انتقالِ امراض کا اوسط تقریباً سو فیصد ٪100 ہوتا ہے۔‘‘ الخ، یقیناً ان کی مراد ایڈز (AIDS) کی بیماری سے ہے۔

[بے حیائیوں کے قریب مت جاؤ، ص:83-78] بتصرف

اس کے علاوہ لواطت کی وجہ سے مرد کے عضو خاص میں ٹیڑھا پن آجاتا ہے، بعض اوقات پھوڑا بن جاتا ہے آتشک اور سوزاک جیسی موذی بیماری اسی فعل بد کی وجہ سے لگتی ہیں۔ ان بیماریوں کی وجہ سے انسان کی زندگی برباد ہوجاتی ہے۔

[حیا اور پاکدامنی، ص:210]

مغرب نے اس انتہائی قبیح اور حرام بلکہ فوق الحرام فعل کو سندِ جواز مہیا کر رکھی ہے حالانکہ ہم جنس پرستی کی کثرت کے نتیجے میں امراض خبیثہ (سوزاک، آتشک، اور ایڈز وغیرہ) کی کثرت نے پورے امریکہ اور مغرب کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ یاد رہے ایڈز (AIDS) انگریزی لفظ (Acquired Immuno Deficiency Syndrome) کا مخفف ہے۔ جس کا مطلب ہے جسم کے مدافعتی نظام (Immune System) کی تباہی کی علامت 1978ء تک دنیا ایڈز کے نام سے واقف نہ تھی۔ آزاد جنس پرستی کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والی یہ خطرناک بیماری ترقی یافتہ ممالک میں عذاب الیم کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ارضی وسماوی آفات سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

مساحقت یا السحاق (Lesbianism)

(عورت کا عورت سے بدفعلی کرنا)

سحاق یا مساحقہ کا عمل عورت عورت کے درمیان آپس میں شرمگاہوں کے رگڑنے سے ہوتا ہے، صاحب اللسان (لسان العرب: مادۃ سحق) کہتے ہیں: السحق: باریک کوٹنے یا پیسنے کو کہتے ہیں، اور ((مساحقۃ النساء)) یعنی عورتوں کا آپس میں رگڑنا، یہ جدید عربی کا لفظ ہے۔

ابن قدامہ مغنی (162/10) میں کہتے ہیں: ''جب دو عورتیں آپس میں (شرمگاہوں کو) رگڑیں تو وہ زانیہ ہیں اور دونوں ملعون ہیں، جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ: ((إِذَا أَتَتِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَهُمَا زَانِيَتَانِ))

[البیہقی: السنن الکبریٰ کتاب الحدود، باب ما جاء فی حد الوطی]

یعنی: ''جب عورت عورت کے پاس آئے (مباشرت کرے) تو دونوں زانیہ ہیں۔'' ان پر حد قائم نہیں ہوگی کیونکہ دخول نہیں پایا جاتا، لہٰذا وہ شرمگاہ کے علاوہ میں مباشرت کے مشابہ ہوا، ان دونوں پر سزا لازم ہوگی کیونکہ وہ ایسا زنا ہے جس میں حد نہیں، پس وہ مرد کا عورت سے بغیر جماع کے مباشرت کی مانند ہے۔ الخ''

علامہ آلوسی لواطت اور اس کی برائی کے ذکر کے بعد کہتے ہیں (روح المعانی ج8 ص: 173-172) اور اس کے (لواطت کے) ساتھ سحاق کو شامل کیا گیا ہے اور (یہ برائی) قوم لوط میں بھی موجود تھی، چنانچہ عورت عورت کے پاس جاتی تھی، جیسا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((إِنَّمَا حَقَّ الْقَوْلُ عَلَى قَوْمِ لُوطٍ حِينَ اسْتَغْنَى النِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ وَالرِّجَالُ بِالرِّجَالِ))

[اس کے رجال (رواۃ) ثقہ ہیں شعب الإیمان از بیہقی (5077)، الدر المنثور للسیوطی 3/100]

یعنی: ''یقیناً لوط علیہ السلام کی قوم پر اس وقت قول (عذاب کا فیصلہ) ثابت ہوگیا جب عورتیں عورتوں کے ساتھ اور مرد مردوں کے ساتھ (مشغول ہوکر صنفِ مخالف سے) مستغنی ہوگئے۔'' [بے حیائیوں کے قریب مت جاؤ، ص: 87-86]

سحاق کی سزا

جب قوم لوط کے مردوں نے مردوں کے ساتھ اکتفاء کرلیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ ان کی عورتوں کو بھی سزا دی، جو مشہور سزا انہیں دی گئی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اگرچہ ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس میں یعنی ''سحاق'' میں حد نہیں کیونکہ دخول نہیں پایا جاتا، اگرچہ ان دونوں پر عام زنا کا اطلاق ہوتا ہے جیسے آنکھ، ہاتھ، پاؤں اور منہ کا زنا۔ [الجواب الکافی، ص: 201] اور ان کے علاوہ دیگر علماء نے بھی یہی کہا ہے کہ اس میں صرف سزا ہے تاہم یہ گناہ کے کمتر اور معمولی ہونے کا ثبوت فراہم نہیں کرتا، کیونکہ اگر عورت اس راستہ پر چل پڑی تو بدکاری کے راستے پر اپنے قدم رکھ دے گی اور اگر اسے موقع ملے گا تو اس کے علاوہ (برے اعمال) کی طرف تیزی کے ساتھ دوڑ پڑے گی، اور اگر سزا سخت مار یا ملامت ہو تو کیا ہر وہ عورت جو اس کا ارتکاب کرے گی سزا کے لئے جائے گی تاکہ پاک ہوجائے، یا سزا حسرت اور ندامت کے دن (قیامت) کے لئے مؤخر کردی جائے گی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ﴾۔ [الرعد: 34]

یعنی ''البتہ آخرت کا عذاب تو بہت ہی زیادہ سخت ہے۔''

[بے حیائیوں کے قریب مت جاؤ، ص: 88-87] بتصرف یسیر

جلق/مشت زنی/خودلذتی/یا استمناء بالید (ہاتھ کے ذریعے سے منی نکال کرلذت حاصل کرنا) کی مذمت کا بیان

انسان کواللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا اور اپنی بے بہا نعمتوں سے نوازا ہے اس کے ساتھ اسے یہ بھی بتا دیا ہے کہ دیکھو! شیطان کے دھوکے میں نہ آنا کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، مگر انسان چونکہ طبعاً بے حد عجلت پسند اور جلد باز واقع ہوا ہے، اس لئے شیطان بڑی آسانی سے انسان کو اپنے پھندے میں پھانس لیتا ہے۔ پھر انسان کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ دیکھتے ہی دیکھتے تباہی اور بربادی کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے اور فطرت سے بغاوت کے جرم میں ناخوشگوار حالاتِ زندگی کی دہکتی آگ میں جلتا نظر آتا ہے۔

یہ سچ ہے کہ قدرت نے محبت ومودت کا مادہ انسان کی فطرت میں ودیعت کر رکھا ہے اور خواہشاتِ نفسانی کا دباؤ اس کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ پھر موجودہ ماحول جس میں وہ اپنے شب وروز بسر کرتا ہے، بے پردگی اور بے حیائی پر مبنی انتہائی اخلاق سوز ماحول ہے۔ گھر گھر میں ٹی وی، ریڈیو وغیرہ موجود ہیں جن میں عورت مرد کی جنسی محبت کا صبح وشام پرچار کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ وی سی آر اور کمپیوٹر پر ہر طرح کی بے حیائی کی فلمیں دیکھی جاتی ہیں۔ پھر اس ماحول میں مخرب الاخلاق اور جنسی جذبات ابھارنے والے سستے لٹریچر نے نوجوانوں کے ذہنوں کو پراگندہ کر رکھا ہے۔ ایسے ماحول میں جذبات کی رو میں بہہ جانا بڑا آسان ہے مگر خواہشاتِ نفس کے پیچھے بے سوچے سمجھے چلنا قطعاً ناجائز اور کارِ گناہ ہے اور یہ گناہ آج کل مہلک وباء کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے اور نوجوانوں کے اخلاق کو بڑی تیزی سے تباہ کر رہا ہے۔

پچھلے کئی سال سے میرے (حافظ مبشر حسین لاہوری کے: ناقلہ) پاس بے شمار ایسے نوجوان مریض آتے رہے ہیں جنہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنی جوانی تباہ کر لی۔ ان میں ان

پڑھ لوگوں کے علاوہ یونیورسٹی اور کالج کے طلباء بھی شامل ہیں۔ بعض نوجوان شادی کے بعد پریشان ہوجاتے ہیں اور میرے پاس آ کر بڑی عاجزی سے کہتے ہیں:

''ڈاکٹر صاحب! عزت کا سوال ہے۔ پیسے کی پروانہ کریں۔ کوئی اچھی سی دوا تجویز کر دیں۔ اتنے دن شادی کو ہوئے ابھی تک 'کام' نہیں ہو سکا جس سے بڑی شرمندگی ہو رہی ہے۔''

ان میں سے بیشتر کیس ایسے تھے جن میں ان مریضوں نے جوانی کی ابتداء ہی بری عادت، بری صحبت اور گندی فلموں سے کی۔ اور ان گندی فلموں کو دیکھ کر اپنے ہاتھوں سے اپنی جوانی گنوائی۔ بعض نے تو یہاں تک مجھ سے کہا کہ:

''بیوی شریف اور نیک عورت ہے، اس نے کہا ہے کہ 'علاج' کروالیں۔''

جبکہ بعض نے یہ بتایا کہ

''بیوی نے کہا ہے کہ میکے جانے سے پہلے اگر کام نہ ہوا تو میں واپس نہیں آؤں گی۔''

اس مسئلے کا دارومدار زیادہ تر 'مشت زنی' پر ہے اور افسوس ہے کہ آج کل یہ مرض عام ہو رہا ہے اور بے حیائی کی حد تک ہو رہا ہے۔ اس لئے اپنے کلینکل تجربے کی روشنی میں اس قبیح مرض 'مشت زنی' اور اس کے مضر اثرات کے علاج کے حوالے سے چند اہم باتیں پیش کر رہا ہوں کیونکہ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔

مشت زنی (جلق) اور اس کے بدنتائج

مشت زنی کو Masterbation or Onanism ('ماسٹربیشن' یا 'اونانزم') کہتے ہیں، اس بری عادت کے نتیجے میں اعصابی کمزوری، جنسی کمزوری، دماغی کمزوری اور خون کی کمی جیسے امراض پیدا ہوتے ہیں جنہیں Nervous Debility from Self Abuse کہا جاتا ہے۔

یہ بری عادت جسم میں برے اثرات پیدا کر کے خوفناک امراض کا موجب بنتی ہے۔ جسم اور دل ودماغ تباہ ہو جاتے ہیں۔ یہ عادت کسی بھی عمر کے لئے مخصوص نہیں۔ جو بچے بد

قسمتی سے اس بری عادت کے عادی ہو جاتے ہیں وہ چہرے کا نور اور چمک دمک کھو بیٹھتے ہیں۔ان کا رنگ زرد ہو جاتا ہے، آنکھیں اندر دب جاتی ہیں اور آنکھوں کے گرد نیلگوں حلقے پڑ جاتے ہیں،اس کے علاوہ ان کی طبیعت چڑچڑی ہو جاتی ہے اور وہ خود سرکش اور ضدی ہو جاتے ہیں۔قوتِ برداشت کی کمی کی وجہ سے ذرا سا مزاح اور دل لگی برداشت نہیں کر سکتے۔آہستہ آہستہ ان کے قوائے ہاضمہ بھی ماؤف ہو جاتے ہیں،جس کے نتیجے میں ان کا جسم نحیف اور دماغی طاقتیں کمزور پڑ جاتی ہیں۔اگر بدقسمتی سے کوئی اور مرض ان پر حملہ آور ہو تو وہ ان کے لئے بڑا شدید اور ان کی قوت برداشت سے باہر ہو جاتا ہے۔حتی کہ معمولی سا بخار بھی تپ محرقہ (ٹی بی) کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

اگر مشت زنی کی بری عادت سنِ بلوغت کے بعد ہی سے جاری رہے تو دل اور حافظہ بہت کمزور ہو جاتے ہیں۔خیالات متوحش ہو جاتے ہیں،جسم تباہ ہو جاتا ہے اور اس کی نشونما بھی رک جاتی ہے۔

مشت زنی کے مریض اکثر سر درد،معدہ پر بوجھ،کھانے کے بعد پیٹ میں مروڑ، ابکائیاں، چھاتی میں درد،طبیعت گری گری، پڑھائی میں عدم دلچسپی،ماحول سے بے پروائی ،اعضاء میں سستی وغیرہ جیسی تکالیف کی شکایت کرتے ہیں۔

مشت زنی کے مریضوں کے چہروں پر خراشدار پھنسیاں نکل آتی ہیں۔بعض مریض مشقت برداشت نہیں کر سکتے اور جوانی اپنے ہاتھوں وقتی لذت کی وجہ سے ضائع کر لیتے ہیں۔یہاں تک کہ پھر انہیں کھڑا ہونا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے۔ایسے مریضوں کی زندگی تلخ ہو جاتی ہیں۔حافظہ کمزور ہو جاتا ہے۔مشت زنی کی وجہ سے منی پتلی ہو جاتی ہے اور نہایت خفیف تحریک ہی سے خارج ہو جاتی ہے۔

مشت زنی کے مریض احتلام اور جریان کا ہر وقت شکار بنے رہتے ہیں۔انہیں پیشاب میں قطرے آتے رہتے ہیں اور بعض اوقات تو پیشاب بلا ارادہ بھی خارج ہونے

لگتا ہے جبکہ مشت زنی کے بعض مریض اس کے برعکس 'حبس البول' (پیشاب رک جانے) کی بیماری میں بھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔

مشت زنی کے مریض ان جسمانی بیماریوں کی وجہ سے شادی سے بھی باغی ہو جاتے ہیں یا پھر شادی کے بعد خوشگوار ازدواجی زندگی سے محروم ہو جاتے ہیں۔

[انسان اور گناہ،ص:112-109]

جلق سے بچنے کے لئے احتیاطی تدابیر

۱۔تنہائی سے گریز کیا جائے۔
۲۔نیک اور اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے۔
۳۔نماز کی پابندی کی جائے۔
۴۔تیز مرچ مصالوں، گرم اور محرک چیزوں سے احتراز کیا جائے۔
۵۔فحش گوئی سے پرہیز کیا جائے۔
۶۔بدنظری سے مکمل پرہیز کیا جائے۔
۷۔ورزش کو معمول بنایا جائے۔
۸۔روزے رکھے جائیں۔

[انسان اور گناہ،ص:118]

عورتوں میں خودلذتی اور اس کا علاج

مردوں کی طرح عورتیں بھی جن مختلف طریقوں سے خودلذتی حاصل کرتی ہیں ان میں ایک طریقہ یہ ہے کہ عورت اپنی انگلی کے ذریعے یا دوسرے طریقوں سے جنسی تسکین کے حصول کی کوشش کرتی ہے۔ان سب کا وہی حکم ہے جو مردوں کی خودلذتی کا ہے جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔البتہ عورت کی ان حرکتوں میں چونکہ مرد کے مقابلہ میں عمل کافی بڑھ

جا تا ہے، اس لئے قیاس ہے کہ اس کی حرمت اور ممانعت بھی اسی نسبت سے بڑھی ہوگی۔

ڈاکٹر فھسر یس مور کے مشاہدات

ڈاکٹر فھسر یس مور کا کہنا ہے کہ خود لذتی میں ملوث عورتوں کو:

۱۔بات بات پر غصہ آجا تا ہے۔

۲۔ان کے چہرے کی رونق غائب ہوجاتی ہے۔

ڈاکٹر ایفل کے تجربات کے مطابق

ایسی عورتیں زود حس اور حساس ہوجاتی ہیں، ان میں ہر چیز کی محبت غالب آ کر زندگی کو تنگ کر دیتی ہے، وہ اس طرح کہ یہ عورتیں ایک موذی چیز مثلاً سانپ کو دیکھتے ہی بہت زیادہ خوف زدہ ہو جائیں گی ،لیکن اسے مارنے کے سلسلے میں ان کی حس تبدیل ہو جائے گی ۔لہٰذا خطرہ رہے گا کہ وہ سانپ زندہ بچ گیا تو کسی کو ڈس لے گا۔ایسی خواتین میں ڈپریشن اور نفسیاتی امراض اتنے زیادہ ہوجاتے ہیں کہ وہ شراب کی رسیا کی طرح روز بروز اپنے ذہنی دباؤ کو ختم کرنے کے لئے اس فعل کو بڑھاتی چلی جائیں گی حتی کہ وہ ایسے رخ میں پہنچ جائیں گی جہاں سے نکلنا محال ہے، ایسی خواتین کو اکثر حمل نہیں ہوتا، اگر ہوتا ہے تو اسقاط ہوجاتا ہے بلکہ بعض خواتین کو رحم میں ورم ہوجاتا ہے اور مخصوص رطوبتِ رحم کم ہو کر مزید امراض پیدا ہوجاتے ہیں۔ [انسان اور گناہ،ص:122] بتصرف یسیر

فصل چہارم

فصل دوم میں ہم نے عشق کا تعارف، عشق کے اقسام وغیرہ موضوعات ذکر کیے ہیں۔اب ہم یہاں اس مضمون کے حوالے سے مزید باتیں ہدیہ قارئین کر رہے ہیں۔

عشق کی مذمت اور اس کی خرابیاں

اہل علم میں عشق کے متعلق اختلاف ہے۔کہ یہ قابل تعریف ہے یا قابل مذمت؟ تو ایک جماعت اہل علم یہ کہتی ہے کہ یہ قابل تعریف ہے کیونکہ عشق لطافت طبیعت سے ظاہر ہوتا ہے جو جامد طبیعت ہوتا ہے وہ عاشق نہیں ہوتا اور جو عاشق نہیں ہوتا وہ موٹی طبیعت کا مالک ہوتا ہے یہ عشق عقل کو جلا بخشتا ہے ذہنوں کو صاف کرتا ہے بشرطیکہ یہ عشق حد سے نہ بڑھ جائے اور جب یہ حد سے بڑھ جائے تو پھر زہر قاتل بن جاتا ہے۔

ایک اور جماعت اہل علم کہتی ہے کہ عشق قابل مذمت ہے کیونکہ یہ عاشق کو اپنا اسیر بنا لیتا ہے اور بہت دور مقام میں جا گراتا ہے۔میں کہتا ہوں ان دونوں اقوال میں فیصلہ کُن بات یہ ہے کہ محبت چاہت اور میلان خوبصورت چیزوں اور ملائم چیزوں کی طرف قابل مذمت نہیں یہ مردہ حس اشخاص کے علاوہ سب انسانوں میں پایا جاتا ہے لیکن وہ عشق جو میلان اور محبت سے گذر کر عقل پر قبضہ کر لے اور خلاف حکمت کی طرف عاشق کو مبتلا کر دے تو ایسا عشق مذموم ہے اسے علمائے حکمت نے منع کیا ہے۔

[ذم الھوٰی (اردو)،ص:166-167]

علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ جب محبت حد سے تجاوز کر جائے تو اس پر لفظ محبت کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ لفظ عشق کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ لفظ استعمال کرنا ہی مذموم ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: ''عشق وحسن پرستی ایسا لا علاج مرض ہے کہ بڑے بڑے اطباء اس کے علاج سے قاصر اور عاجز ہو چکے ہیں۔ مریضان عشق کی صحت و شفا ناممکن ہے۔ قسم اللہ کی! یہ ایک ایسا مہلک مرض اور قاتل زہر ہے کہ جس پر بھی اس نے وار کیا ختم کر کے چھوڑا۔ اور اس کی قید و بند سے نجات دلانا ساری دنیا کے لئے دشوار و ناممکن ہو گیا ہے۔ جس جگہ بھی یہ آگ مشتعل ہوئی اس سے نکلنا اور نکالنا دشوار ہو گیا ہے۔

[دوائے شافی (اردو)،ص:494]

ایک شاعر ان الفاظ میں عشق کی مذمت کو بیان کرتا ہے: (اشعار کا ترجمہ ملاحظہ ہو) ''انہوں نے کہا ہم نے تجھے معزز ہونے کی حالت میں بھی دیکھا تھا، میں نے ان سے کہا، محبت کرنے والوں کی ذلت لوگوں کو تعجب میں نہ ڈالے، تم عاشقوں کی ذلت کا انکار نہ کرو کیونکہ وہ محبت کے غلام ہیں اور اس سے راضی اور خوش ہیں''۔

[محبت کی حقیقت اور اسکے تقاضے،ص:221]

عشق کی سب سے بڑی خرابی

۱۔عشق موجب کفر ہے:

اس عشق ومحبت اور صورت پرستی کی بہت سی قسمیں ہیں۔ یہ عشق انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ اگر انسان اپنے معشوق کو معبود بنا لے اور اس سے اسی قسم کی محبت کرنے لگے جیسی اللہ کریم سے کی جاتی ہے تو یہ کفر ہے۔ اور اگر یہ محبت ایسی ہو کہ اللہ کی محبت سے بھی زیادہ ہو تو یہ بڑی ہی خطرناک اور مہلک محبت ہے۔ یہ ایسا عشق اور ایسی محبت ہوگی جسے اللہ کبھی نہیں بخشے گا کیونکہ یہ عظیم ترین شرک ہے اور اللہ کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ شرک کو کبھی بھی معاف نہیں کرے گا۔ شرک کے سوا دوسرے گناہ اگر چاہے تو معاف کر دے گا لیکن شرک ایسا گناہ ہے، جو ہرگز معاف نہیں کیا جائے گا۔

اس عشق شرکی و عشق کفری کی علامت یہ ہے کہ عاشق اپنے معشوق کی رضامندی کو اللہ کی رضامندی کے مقابلہ میں ترجیح دے۔ جب معشوق کا حق اور اللہ کا حق، معشوق کی طاعت اور اللہ کی طاعت باہم ٹکرائیں تو وہ معشوق کے حق اور معشوق کی طاعت کو مقدم سمجھے، معشوق کی رضامندی کو اللہ کی رضامندی کے مقابلہ میں ترجیح دے اور اپنے تمام اوقات معشوق کے لئے وقف کر دے اور اللہ کے لئے کچھ وقت نکالے بھی تو وہی جو معشوق کے اوقات سے فاضل ہو (یعنی جو وقت معشوق سے دل لگی کے شغل سے بچ جائے اور اب وہ فارغ ہو تو اب یہ فالتو وقت اللہ کے لئے نکالے)۔

اب تم عشاق اور حسن پرست لوگوں کے حالات پر غور کرو، کیا ٹھیک ان حالات پر منطبق نہیں ہوتے؟ ان لوگوں کے حالات کو تم ایک پلڑے میں رکھو اور ان کے ایمان کو ایک پلڑے میں رکھو اور تولو اور اندازہ کرو کہ کیا اللہ اور اس کے رسول کی رضاجوئی اور عدل الٰہی کے مطابق ہیں؟ [دوائے شافی،ص:494-495]

۲۔ عشق ہلاک کر دیتا ہے:

جب انسان عشق کے سمندر میں غوطہ لگاتا ہے اور سمندر کی لہریں اس کے ساتھ کھیلتی ہیں تو اسکی ہلاکت کا امکان سلامتی سے زیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام خرائطی نے ذکر کیا ہے کہ مدینہ میں ایک خوش طبع باندی تھی، جو ایک قریشی مرد پر عاشق ہوگئی، وہ کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوتے تھے، جس کی وجہ سے مرد کا دل تو اس باندی سے بھر گیا لیکن باندی کی محبت پہلے سے زیادہ ہوگئی جس کی وجہ سے بیمار ہوگئی، اس کا آقا اس کی تکلیف کی کوئی پرواہ نہ کرتا تھا نہ اس سے کوئی ہمدردی کرتا تھا لہٰذا اس سوزش عشق میں اس نے اپنے چہرہ کو پیٹنا اور کپڑوں کو پھاڑنا شروع کر دیا اور اس غم کی انتہا کو پہنچ گئی، مالک نے اس کی اس حالت کو دیکھ کر اس کا علاج بھی کروانا چاہا لیکن اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور وہ رات کو گلیوں میں چکر لگایا کرتی تھی اور کہتی تھی:۔

الحب اول مایکون لجاجة — تأتی به و تسوقه الأقدار

حتی اذا افتحم الفتی لجج الهوی — جاءت امور لا تطاق کبار

من ذا یطیق کما نطیق من الهوی — غلب العزاء و باحت الاسرار

”محبت کی ابتداء ہلکے پھلکے گناہ سے ہوتی ہے وہی اس کو لاتا ہے اور تقدیر اس کو آگے بڑھاتی ہے، یہاں تک کہ جب آدمی عشق کی لہروں میں پھنس جاتا ہے تو اس پر ایسے امور آجاتے ہیں کہ بڑے بڑے ان کی طاقت نہیں رکھتے، محبت کی جیسی طاقت ہم رکھتے ہیں ایسی طاقت کون رکھتا ہوگا کہ صبر غالب آ گیا اور اسرار ظاہر ہو گئے“۔

[حب کی حقیقت اور اس کے تقاضے، ص:222]

قارئین کرام! یہ ایک عاشق کی زبانی آپ نے عشق کی مذمت ملاحظہ فرمائی۔

(شَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ اَهْلِهَا)

مزید امام خرائطی کہتے ہیں، مجھے میرے ایک ساتھی نے یہ شعر سنائے:

الحب اوله شیء یهیم به — قلب المحب فیلقی الموت کاللعب

یکون مبدؤه من نظرة عرضت — و مزحةٍ اشتعلت فی القلب کاللهب

کالنار مبدؤها من قدحةٍ فاذا — تضرمت احرقت مستجمع الحطب

”محبت ایک ایسی چیز ہے کہ شروع میں محب کا دل اس میں مشغول ہوتا اور پھر وہ موت کی جگہ کھلونے کی طرح گر جاتا ہے۔ اس کی ابتداء آنکھ سے ہوتی ہے جو معشوقہ پر نظر ڈالتی ہے اور اس چنگاری سے شروع ہوتی ہے جو دل میں شعلوں کی طرح جلا دی گئی ہو، جیسا کہ آگ اس کی ابتداء تو جلانے سے ہوتی ہے لیکن جب وہ بھڑک اٹھتی ہے تو تمام کی تمام لکڑیوں کو جلا دیتی ہے۔“ [روضة المحبین (اردو)، ص 222-223]

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات بالکل بے غبار ہو گئی کہ عشق کی انتہا موت ہے اور یہ اس شہر (عشق کے شہر) کے باسیوں کی گواہی ہے۔

۳۔ عاشق کا ذکر الٰہی سے دور ہو جانا:-

عشق کی خرابیوں میں سے ایک خرابی یہ بھی ہے کہ عاشق اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی یاد کو چھوڑ کر اپنے محبوب کی محبت اور اس کی یاد میں مشغول ہو جاتا ہے۔ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ ایک ہی وقت میں ایک دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور مخلوق کا عشق جمع ہو جائیں۔ ان کیلئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ ان دو چیزوں میں سے ایک دوسری پر غالب آجائے۔

اسلئے آپ یہ چیز ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ شیطان عشق رکھنے والوں کا بڑا دوست ہوتا ہے اور وہ ان کیلئے اس بدبختی کا پورا پورا حصہ مہیا کرتا ہے اس لئے آپ کثرت کے ساتھ ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ عاشق اپنی زبان سے معشوق کی موجودگی میں اور اس کی پیٹھ کے پیچھے اقرار کرتا ہے کہ وہ اپنی معشوق کا نوکر اور غلام ہے۔

یہ بیماری زیادہ تر گانا گانے والوں میں پھیلتی ہے۔ اسلئے کہ وہ اپنے گانوں میں کھل کر کہتے ہیں کہ وہ اپنے معشوق ومحبوب کے بندے اور اس کے غلام ونوکر ہیں۔ بلکہ بسا اوقات کچھ لوگ تو اس میں اتنے آگے بڑھ جاتے ہیں کہ وہ اس عشق کو ہی نماز اور عبادت سے تعبیر کرتے ہیں۔

ایسا عاشق اپنی معشوق کی رضا مندی کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی پر ترجیح دیتا ہے، اور اپنی معشوق کی ملاقات کو اللہ تعالیٰ کی ملاقات پر ترجیح دیتا ہے، اور اس معشوق کی قربت اور اس سے ملنے کی تمنا اللہ تعالیٰ کی قربت اور اس سے ملنے کی تمنا سے بڑھ کر ہوتی ہے، اور یہ انسان محبوب کی ناراضگی سے اتنا سخت ڈرتا ہے کہ اتنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے نہیں ڈرتا اور بہت اوقات اپنی معشوق کو راضی رکھنے کیلئے رب تعالیٰ کی ناراضگی کو مول لے لیتا ہے، اور اپنے معشوق کی مصلحتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی پر مقدم رکھتا ہے۔ اگر اس کے اوقات میں سے کچھ تھوڑا بہت وقت معشوق کی یاد اور اسکی اطاعت گزاری سے بچ گیا اور اس کے ہاں ایمان کا کوئی ادنیٰ سا قطرہ باقی ہو تو وہ بچا ہوا وقت اپنے رب کی یاد اور اس کی اطاعت گزاری میں لگا دیتا ہے اگر سارا وقت معشوق کی اطاعت اور اس کی فرمانبرداری میں لگ گیا

تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی اطاعت کو چھوڑ کر اسی میں لگا رہتا ہے، عاشق اپنی معشوق کے لئے اپنی جان اور ہر قیمتی چیز جو اس کے بس میں ہو، قربان کر دیتا ہے اور اپنے رب کیلئے اگر کچھ خیال آ بھی گیا تو اپنے مال میں سے سب سے ردی اور بے کار چیز نکالتا ہے۔ معشوق کیلئے تو اسکا جگر، اس کا دل، اس کی تمام سوچ وفکر، اس کا اکثر وقت اور خالص مال ہوتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے رب اور پروردگار کیلئے بچا ہوا وقت اور باقی بچی ہوئی چیزیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو تو اس نے پس پشت ڈال دیا، اور اس کی یاد کو بالکل ہی بھلا دیا، اور اگر کبھی اللہ تعالیٰ کی یاد کیلئے نماز میں کھڑا بھی ہو گیا تو اس کی زبان تو اپنے رب سے سرگوشی کر رہی ہوتی ہے۔ مگر اسکی سوچ وفکر اور دل اپنے معشوق سے مناجات وسرگوشی میں مصروف ہوتے ہیں۔ اگر چہ اس کا جسم قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، مگر اس کا دل اپنے معشوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

عاشق اپنے رب کے حکم کی تعمیل اور اس کی عبادت سے بھاگتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ نماز اس پر اتنی گراں گزرتی ہے گویا کہ وہ انگاروں پر کھڑا ہو، اور جب اپنے معشوق کی خدمت میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے دل وروح سے متوجہ ہوتا ہے ، اور اس کے لئے پوری خیر خواہی کا مظاہرہ کرتا ہے، اور یہ اطاعت گزاری اس پر گراں نہیں گزرتی اور نہ ہی یہ وقت اس کے لئے کوئی لمبا ہوتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ جو لوگ ایسی محبت کرتے ہیں وہ اپنے محبوب کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بناتے ہیں اور ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہئے تھی۔ یہ لیلیٰ کا مجنوں ہے، جو کہتا ہے:

اَرَانيِ اِذَا صَلَّيُتُ يَمَمُتُ نَحُوَهاَ
بِوَجُهِى وَ اِنُ كَانَ الُمُصلىِ وَرَا ئياً
وَمَا بىَ اِشراکُ وَلٰكنُ حُبّهَا
كَعَظُمِ السَّجىَ اَ عياَ الطَّبِيُبَ الُمُدَاوِ يَا ۔

''جب میں اپنا چہرہ اس کی طرف کر کے اس کا ارادہ کرتا ہوں تو وہ مجھے خیال کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھتا ہوں اگرچہ مصلی میری پیٹھ کے پیچھے ہی کیوں نہ ہو۔ میرے اندر کوئی شرک نہیں ہے۔ مگر اس کی محبت نے مجھے ایسے عاجز کر دیا ہے جیسے حلق میں پھنسی ہوئی ہڈی کا زخم طبیب کو دوا سے عاجز کر دیتا ہے۔ [دل کا بگاڑ، ص:371۔373]

۴۔ عشق کی وجہ سے ایک سلیم العقل انسان مجنون بن جاتا ہے:

عشق کی مدح کیسے کی جا سکتی ہے جبکہ وہ چین کو ختم کر دیتا ہے، نیند کو کھینچ لیتا ہے، عقل کو دیوانہ کر دیتا ہے، جنون کو پیدا کر دیتا ہے، بلکہ وہ خود جنون ہے، جیسا کہ ایک حکیم کا مقولہ ہے،: ''جنون کی بہت سی قسمیں ہیں جن میں ایک عشق ہے۔'' ایک عاشق کہتا ہے:

''لوگ کہتے ہیں کہ تو مجنون ہو گیا، میں نے کہا کہ عشق تو جنون سے بہت بڑھا ہوا ہے کیونکہ عاشق کبھی افاقہ نہیں پا سکتا جبکہ مجنون کبھی نہ کبھی ٹھیک ہو جاتا ہے۔ کتنے ہی عاشق ایسے ہیں جنہوں نے معشوق کیلئے جان، مال اور عزت کو قربان کر دیا اور اپنے اہل وعیال اور دین ودنیا کو برباد کر دیا۔ [محبت کی حقیقت اور اسکے تقاضے، ص:223]

قارئین کرام! لیجئے یہ آپ نے بلدِ عشق کے ایک باشندے کی گواہی ملاحظہ فرمائی کہ عشق انسان کو مجنون بنا دیتا ہے اور عشق جنون کی ایک قسم ہے۔

معزز قارئین! عشق کی خرابیاں بہت زیادہ ہیں، ان سب کا احاطہ کرنا یہاں ممکن نہیں ہے چنانچہ مولانا داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ عشق کی جملہ برائیوں کو ان الفاظ میں سمیٹتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اہل علم نے لکھا ہے کہ عشق بندے کو توحید الٰہی سے روک کر گرفتار شرک وبت پرستی کر دیتا ہے۔ اس لئے کہ عاشق، معشوق کا بندہ ہو جاتا ہے اس کی رضا مندی کو خالق کی رضا مندی پر مقدم رکھتا ہے۔ یہی اس کی صنم پرستی ہے۔''

[شرح صحیح بخاری از داود راز جلد اول ص:127]

۵۔حسن خاتمہ کی توفیق سے محرومی:

ذیل میں ہم اس عنوان کو ثابت کرنے کیلئے چند واقعات نقل کرتے ہیں جن سے عاشقوں کے انجام بد پر پوری روشنی پڑتی ہے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان عبرتناک واقعات کے ذریعے عشق مجازی کے مریضوں کو قبل از موت توبہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔(وَمَاذلک علی اللّٰہبعزیز)

۱۔ عاشق نامراد کا انجام بد:

ایک گنہگار کے مرنے کا وقت قریب آیا، اسے کہا گیا کہ: ''لا اِلہ الا اللہ'' پڑھو تو وہ شعر پڑھنے لگا:

بَا رُبَّ قَائِلَۃٍ یَوْمًا وَقَدْتَعِبَتْ

اَیْنَ الطَّرِیْقُ اِلیٰ حَمَّامِ مِنْجَابِ

اصل واقعہ یوں ہے کہ ایک عفت مآب حسین وجمیل خاتون ایک معروف حمام کی طرف جانے کے لئے روانہ ہوئی۔ وہ حمام 'منجاب کا حمام' کے نام سے معروف تھا۔ مگر اسے حمام کا راستہ معلوم نہ تھا۔ وہ چل چل کر تھک چکی تھی ۔ اسی دوران اس نے ایک گھر کے دروازے پر ایک آدمی کو کھڑے دیکھا۔ اس گھر کا دروازہ اس حمام کے دروازے جیسا ہی تھا۔ اس خاتون نے اس مرد سے حمام کی بابت دریافت کیا (یہ مرد اسے دیکھتے ہی اس پر عاشق ہوگیا) اس نے کہا: یہی ہے حمام ۔ یہ خاتون اندر گئی تو اس نے دروازہ بند کرلیا۔ اس خاتون نے اپنے آپ کو گھر کے اندر محبوس پایا تو وہ ساری صورت حال سمجھ گئی کہ اس نے اس کے ساتھ دھوکہ کیا ہے مگر اس نے فوری طور پر اپنی پریشانی کے ظاہر کرنے کی بجائے اس کے ساتھ خلوت پانے پر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ وہ جس صورت حال سے دور چار تھی، اس سے اور زنا سے بچنے کے لئے اس نے مرد کو دھوکہ دیتے ہوئے کہا:

''مناسب ہوگا کہ ہمارے پاس وہ ہر چیز موجود ہو جو ہمارے ان لمحات کو پُر کیف اور

پُر لطف بنا سکے۔۔۔تم جا کر جلدی سے خوشبو اور کھانے کی چیزیں لے آؤ اور دیر نہ کرنا۔''

وہ بولا: ''تم جو چاہو ابھی لے کر حاضر ہوتا ہوں۔''

وہ اسے وہیں چھوڑ کر باہر چلا گیا، اس نے دروازہ بھی بند نہ کیا، کیونکہ اسے اس پر مکمل اعتماد اور اس کی رضامندی ظاہر ہوچکی تھی۔

اس نے جا کر اچھی اچھی چیزیں خریدیں، گھر پہنچا تو وہ خاتون وہاں سے فرار ہوچکی تھی، وہ بہت زیادہ پریشان ہوا۔ اس کے بعد وہ اکثر وبیشتر اسے یاد کرتا رہتا، وہ گلیوں اور راستوں میں گھومتا ہوا یہ شعر پڑھتا رہتا:

یَا رُبَّ قَائِلَۃٍ یَوْمًا وَ قَدْ تَعِبَت

أَیْنَ الطَّرِیْقُ اِلیٰ حَمَّام مِنْجَابِ

''ہائے وہ عورت جس نے ایک دن وہاں پہنچ کر یہ کہا تھا: منجاب کے حمام کا دروازہ کہاں ہے۔''

ایک دن وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا، اس کی لونڈی نے اسے سنا تو کہا:

حِرزًا عَلی الدَّارِ أَو قُفلاً عَلیَ البَابِ

ھَلاَّ جَعَلْتَ سَرِیْعاً اِذَا ظَفِرْتَ بِھَا۔

''تم نے گھر کی حفاظت کیوں نہ کی یا تالا کیوں نہ لگایا، جبکہ تم اسے پانے میں کامیاب ہو چکے تھے۔''

اور از حد مغموم رہنے لگا، اس عورت کے عشق میں گھل گھل کر موت کے کنارے جا پہنچا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت یہی شعر اس کی زبان پر تھا۔ اس سے کہا جاتا کہ: ''لا اِلہ الا اللہ'' پڑھو۔ تو وہ یہی شعر پڑھنے لگتا۔

دیکھو بھائیو!۔۔۔ اس گناہ نے اسے مرتے وقت کس طرح کلمہ شہادت کی ادائیگی سے روکے رکھا، حالانکہ اس نے عورت کو گھر کے اندر محض داخل ہی کیا تھا۔

[مائۃ قصۃ و قصۃ، القسم الاول: 19، 20. دوائے شافی لابن القیم بحوالہ "بدکاروں کی زندگی کا عبرتناک انجام: ص 64]

ii۔ اس سے ملتا جلتا ایک اور قصہ بھی ہے:

ایک شخص کو اسلم نامی ایک لڑکے سے عشق ہو گیا تھا۔ اس شخص کی اسلم کی جدائی کی وجہ سے حالت بہت ہی خراب ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ جب اس کے مرنے کا وقت قریب آ گیا، تو لوگوں نے اسے کہا: ''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھ لو: تو اسے کلمہ پڑھنے کی توفیق ہی نہیں ہوئی، بلکہ کہنے لگا:

أَسْلَمُ يَا رَاحَةَ الْبَالِ الْعَلِيل
وَيَا شِفَاءَ الْمُدْنِف النَّحِيْلِ
رِضَاكَ أَشهىٰ اِلىٰ فُؤَادِي
مِنْ رَحْمَةِ الْخالِقِ الْجَلِيْلِ

اے اسلم! اے بیمار فکر کی راحت! اے کمزور اور لاغر بیمار کے لئے شفا! [اے میرے محبوب] تیری رضا مندی میرے دل میں جلیل القدر خالق (اللہ تعالیٰ) کی رحمت سے بڑھ کر مرغوب ہے'' [ذم الھویٰ: 560 بحوالہ دل کا بگاڑ، ص: 385]

iii۔ عاشق اور معشوقہ دونوں جل کر مر گئے:۔

ایک مجلّہ میں ایک ایسی نوجوان لڑکی کا قصہ شائع ہوا، جس نے اپنے جسم کو آگ لگائی، صرف اس وجہ سے کہ اس کا عاشق اس سے جدائی اختیار کر کے دوسری لڑکی سے عشق کرنے لگا، آگ لگانے سے پہلے تین دنوں تک لگا تار اپنے کمرے میں پڑی رہی، پھر جب دونوں کی آخری ملاقات ہوئی تو اس وقت دونوں میں بہت سخت کلامی ہوئی اور جب وہ اپنے عاشق سے نا امید ہو گئی تو غصہ میں آ کر اس نے اپنے جسم پر پٹرول گرا کر آگ لگا لی، جب یہ کیفیت دیکھ اس کا عاشق اس کو بچانے آیا تو اسے اتنی قوت و طاقت سے اپنے آغوش میں پکڑا کہ دونوں اس محبت و عشق کی آگ میں جل کر مر گئے۔

[محبت کرنا سیکھئے۔ مگر کس سے اور کیسے؟ ص: 282-283]

محمد کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے! ((اِنَّمَا الاعْمَالُ بِالْخَوَاتِيم))

[صحیح البخاری، کتاب القدر، باب العمل بالخواتیم، رقم الحدیث (6607)]

''اعمال (کی قبولیت) کا انحصار خاتمہ پر ہوتا ہے۔''

تصور کیجئے! جب اللہ پاک تمام لوگوں کو دوبارہ زندہ کرے گا اور میدان محشر میں جمع فرمائے گا، اس وقت بُرے خاتمہ والوں کا کیا حال ہوگا۔ یہ دونوں یعنی عاشق اور معشوق کس حالت میں رب کریم کے سامنے حاضر ہونگے۔ (تَوَفَّنَا مُسْلِمًا وَ أَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ)۔

iv۔ عیسائی دوشیزہ کا عشق لے بیٹھا:

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک شخص کی حکایت معلوم ہوئی ہے جو بغداد میں رہتا تھا نام اس کا صالح تھا اس نے چالیس سال تک اذان دی تھی اور یہ نیک نامی میں بھی بہت مشہور تھا یہ ایک دن اذان دینے کے لئے منارہ پر چڑھا اور مسجد کے پہلو میں ایک عیسائی کے گھر میں اس کی بیٹی کو دیکھا اور اس کے فتنہ میں مبتلا ہو گیا اور (اتر) کو اس کے دروازہ پر آیا اور اس کے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ تو اس لڑکی نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا میں صالح مؤذن ہوں، تو اس نے اس کے لئے دروازہ کھول دیا تو اس مؤذن نے اس کو فوراً اپنے ساتھ چمٹا لیا تو لڑکی نے کہا تم مسلمان تو بڑی دیانت امانت والے ہو پھر یہ خیانت کیسی؟ تو مؤذن نے جواب دیا اگر میری بات مانتی ہو تو ٹھیک ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ لڑکی نے کہا: ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ہاں اگر تم اپنا دین چھوڑ دو تو۔ تو مؤذن نے کہا میں اسلام سے بری ہوں اور اس سے بھی جو محمد ﷺ لے کر مبعوث ہوئے ہیں۔ پھر وہ اس کے قریب ہوا تو لڑکی نے کہا: تم نے تو یہ اس لئے کہا کہ اپنا مقصد پورا کر لو تو پھر اپنے دین کی طرف لوٹ جاؤ۔ اب میری شرط ہے کہ تم خنزیر کا گوشت کھاؤ تو اس نے اس کو کھایا پھر لڑکی نے کہا اب شراب بھی پیو تو اس نے شراب بھی پی لی جب اس پر شراب نے اثر کیا تو

لڑکی کے قریب ہو گیا تو لڑکی نے کمرے میں داخل ہو کر اندر سے کنڈی لگا لی تو اس سے کہا تم چھت پر چڑھ جاؤ حتی کہ میرا والد آجائے اور میرا تیرا نکاح کر دے۔ تو وہ چھت پر چڑھ گیا اور پھر اس سے گر کر مر گیا۔ پھر وہ لڑکی کمرے سے باہر نکلی اور اس کو کپڑے میں لپیٹا یہاں تک کہ اس کا باپ بھی آگیا تو اس نے اس کو سارا قصہ سنایا، تو اس نے اس کو رات کے وقت گھر سے نکال کر ایک گلی میں پھینک دیا اور اس کا قصہ مشہور ہو گیا اور اس کو گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا۔ [ذم الھوٰی (اردو)، ص:210]

اس بدبخت مؤذن پر یہ شعر سو فیصد صادق آتا ہے:

خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم ۔۔۔ ادھر کے رہے نہ ادھر کے ہم

v۔ عاشق و معشوقہ نے خودکشی کر لی:

ایک لڑکا جس کی عمر چالیس سال تھی اور لڑکی جس کی عمر بائیس سال تھی، دونوں ایک دوسرے سے عشق کرتے تھے اور دونوں ایک ساتھ زندگی گزارنے کا عہد و پیمان کر چکے تھے، لیکن جب دونوں کے گھر والے ان کی شادی پر رضامند نہ ہوئے تو انہوں نے خودکشی کر لی اور دونوں نے اپنے ہاتھوں کا لکھا ہوا ایک خط چھوڑا، جس میں انہوں نے لکھا تھا ہم دونوں اپنی مرضی اور ارادہ اور اپنی عقلی و دماغی طاقت کی موجودگی میں خودکشی کر رہے ہیں۔

ایک مغربی جہاز کے پائلٹ نے تمام مسافروں سمیت اس وقت خودکشی کر لی جب کہ اسے علم ہوا کہ وہ شخص جس نے اس کی محبوبہ کو اس سے چھین لیا ہے، وہ اسی جہاز میں سوار ہے۔

ایک نرس جس کی عمر بیس سال تھی، اس نے ایک مریض کو اس وجہ سے قتل کرنے کی کوشش کی، جو اس ڈاکٹر کے زیر علاج تھا جس سے وہ پیار و محبت کرتی تھی اور اس نے اس کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

[محبت کرنا سیکھئے مگر کس سے اور کیسے؟ ص:283]

قارئین کرام! آپ کو یہ جان کر حیرت ہو گی کہ ابن ملجم المرادی جس نے سیدنا علی رضی

اللہ عنہ کو قتل کیا، اس کا ایک سبب ایک عورت کے ساتھ ابن ملجم کا عشق بھی تھا۔ اس عورت کا نام قطام بنت شجنہ تھا۔ قطام کو دیکھ کر ابن ملجم اس پر دل و جان سے فریفتہ ہو گیا۔ اس نے اسے نکاح کا پیغام دے دیا، قطام نے کہا: میں تم سے اس وقت تک شادی نہ کروں گی جب تک کہ تم میرے دل کو ٹھنڈا نہ کرو گے۔ ابن ملجم نے پوچھا: کس چیز سے تمہارے دل کو ٹھنڈک ملے گی؟ اس نے کہا: مہر میں تین ہزار درہم، ایک غلام، ایک لونڈی اور علی بن ابی طالب کا قتل۔ یہ بات تو اسلامی دنیا کو معلوم ہے کہ پھر ابن ملجم نے علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

[دیکھئے: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، شخصیت اور کارنامے، ص:1183]

ان واقعات سے یہ بات اظہر من الشّمس ہو گئی کہ عاشقوں کو حسنِ خاتمہ کی توفیق نہیں ملتی۔ (إلا ماشاءاللہ)

اے انسان! تجھے کس چیز نے دھوکے میں ڈالا

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے، قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کا پستان دودھ سے بھرا ہوا تھا اور وہ دوڑ رہی تھی، اتنے میں ایک بچہ اسے قیدیوں میں ملا۔ اس نے جھٹ اسے اپنے پیٹ سے لگا لیا اور اسے دودھ پلانے لگی۔ ہم سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے'' ہم نے عرض کیا نہیں جب تک اسے قدرت ہو گی یہ اپنے بچے کو آگ میں نہیں پھینک سکتی۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر فرمایا: اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جتنا یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہو سکتی ہے۔

[صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته: رقم الحديث (5999)

صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب فی سعة رحمة الله تعالىٰ وأنها تغلب غضبه رقم الحديث (6978)]

یہ حدیث تمام مسلمانوں کو بالعموم اور عشق مجازی کے ان مریضوں کو، جنہوں نے اس مرض سے اپنے دلوں کو زنگ آلود کر دیا ہے، بالخصوص دعوت توبہ دے رہی ہے۔ سعادت دارین اسی میں ہے کہ انسان اپنا حقیقی ہدف پہچان کر اس کو پانے کی عمر بھر سعی کرے اور عشق مجازی جیسی لایعنی چیزوں میں مبتلا ہو کر اپنی حیاتِ مستعار کو ضائع نہ کرے۔ عشق مجازی کی بیماری میں مبتلا ہو کر اسی کو سب کچھ سمجھنے والے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کان لگا کر سن لیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾۔ [المؤمنون:115]

’’کیا تم یہ گمان کیے بیٹھے ہو کہ میں نے تمہیں بے کار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم میری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گی‘‘

میرے مسلمان بھائیو! یقیناً ہم سب کو ایک دن اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اس پیشی کیلئے ہم نے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے کار اور فضول کاموں کے لئے نہیں بلکہ اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾۔ [الذاریات:56]

’’اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا‘‘

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اپنا حقیقی مقصد پانے میں کامیاب کرے۔ (آمین)

عشق کے اسباب

اب ہم ذیل کی سطور میں اس مہلک مرض کے اسباب ذکر کریں گے تا کہ ہر انسان ان کے اختیار کرنے سے بچ جائے اور اس مرض سے دوچار ہونے سے محفوظ رہے۔ عشق میں گرفتار ہونے کے کئی ایک اسباب ہیں، ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

ا۔ توحید الٰہی سے دوری:

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا ولی ہے اور ایمان والے اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں۔ ایمان والے اللہ سے موالات رکھتے ہیں۔ اس لئے وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں اور اللہ ان سے موالات کرتا ہے اس لئے ان سے محبت کرتا ہے۔ پس اللہ اپنے بندوں سے اسی قدر محبت کرتا ہے جس قدر وہ اللہ سے موالات کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے سے موالات کرنے والوں سے اللہ خفا اور ناراض ہوتا ہے۔ بخلاف اللہ کے دوستوں کی محبت کے کہ یہ دوسری چیز ہے کیونکہ اللہ کے دوستوں سے موالات ومحبت کرنے والے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے سے محبت نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں سے محبت وموالات کرنا اللہ ہی سے محبت وموالات کرنا ہے۔ اللہ ان لوگوں سے خفا و ناراض ہوتا ہے جو دوسروں کو اللہ کی محبت میں اللہ کا ہمسر بنا لے اور اللہ خبر دیتا ہے کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ دوسروں کو اللہ کا شریک بناتے ہیں:

﴿يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾۔ [البقرة:165]

’’وہ ان (معبودان باطلہ) سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے محبت کی جاتی ہے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں‘‘۔ [دوائے شافی، ص:530]

دراصل عاشق اپنے معشوق کو اپنا معبود بنا لیتا ہے۔ کیونکہ مومن کا مطمح نظر صرف اللہ کی رضا ہوتی ہے لیکن عاشق اپنے معشوق کی رضا کو ہر چیز حتی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر بھی مقدم

رکھتا ہے۔ اسی لئے ہم آجکل کے معاشرے میں یہ چیز بکثرت پاتے ہیں کہ جب عاشق یا معشوق میں سے کسی ایک کے بھی گھر والے ان دونوں کی شادی پر متفق نہیں ہو جاتے تو لڑکا لڑکی چوری چھپے بھاگ جاتے ہیں۔ اور الگ گھر بساتے ہیں حالانکہ شریعت کی نظر میں یہ نکاح باطل اور فاسد ہے۔ تفصیل آگے آ رہی ہے۔ اس نکاح میں بھی عاشق اللہ کی رضا کو نظر انداز کر کے غیر شرعی طریقہ سے اپنا گھر بساتا ہے۔

ii۔ ماحول کا اثر:

ہمارے معاشرے میں جہاں آئے دن مختلف برائیاں جنم لے رہی ہیں وہاں عشق بازی بھی اپنے زوروں پر ہے۔ نوجوان طبقہ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہے۔ وہ نوجوان اپنے آپ کو نہایت ہی سمارٹ اور خوش قسمت سمجھتا ہے، جو کسی لڑکی سے عشق و محبت کرتا ہو، لڑکیوں کے پیچھے دیوانہ وار گھومتا ہو، لڑکیوں کو چھیڑنے اور پٹانے میں لگا رہتا ہو، اور ایسے بہت سارے نوجوان ہیں جن کا صبح سے لے کر شام تک عورتوں اور لڑکیوں کے سامنے نمائش کرنا ہی خاص مشغلہ ہوتا ہے۔ بازاروں، چوراہوں، سڑکوں، پارکوں، ہوٹلوں اور کلبوں میں اسی غرض سے جاتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ ان کی آنکھوں کے لئے لذت و سکون کا سامان میسر ہو، کچھ نوجوان عشق بازی کے میدان میں بہت ماہر ہوتے ہیں، لڑکیوں کو پھنسانے کے ہر گز سے واقف ہوتے ہیں۔ غور کرنے کا مقام ہے جو معاشرہ ایسے بد باطن نوجوانوں سے بھرا پڑا ہو۔ اس میں کوئی شریف زادہ اگر اپنے آپ کو پاکدامن رکھ سکتا ہے تو وہ اللہ کا فضل عظیم ہے وگرنہ انسان جلد ہی ماحول کا اثر قبول کر کے اس کے موافق اور مطابق اپنا ضمیر بنالیتا ہے۔

iii۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سے اعراض:

علمائے کرام عشق کے بارے میں کہتے ہیں:

''عشق فارغ دل کی حرکت کو کہتے ہیں'' [زادالمعاد:4/246]

اس سے مقصود یہ ہے کہ اگر دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی تو یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ اس میں عشق داخل ہو جاتا۔ بلاشبہ عشق کی بیماری میں انہی دلوں کو مبتلا کیا جاتا ہے جو کہ اللہ کی محبت سے خالی ہوں۔

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

''انسان کے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ چیز فراغت وقت اور کام چوری ہے۔ اس لئے کہ انسان کا نفس فارغ نہیں بیٹھتا۔ بلکہ اگر اسے ایسے کام میں مصروف نہ کیا جائے جو نفع دینے والا ہو تو نفس انسان کو ایسے کاموں میں مشغول کر دیتا ہے جو نقصان دینے والے ہوں اور ایسا ہونا ضروری ہے۔ [طریق الھجرتین:413]

اگر دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت مضبوط اور قوی نہ ہو تو یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ کسی دوسرے انسان کی محبت اس دل میں داخل ہو جائے۔ اس لئے کہ انسان کا نفس کبھی بھی بیکار نہیں رہتا۔ اگر آپ اسے نیکی اور اطاعت کے امور میں نہیں لگائے رکھو گے، تو یہ آپ کو بُرائی، نافرمانی کے کاموں میں لگا دے گا۔ اور دل جب اللہ تعالیٰ کی محبت سے خالی ہو تو غیر اللہ کی محبت سے بھر جاتا ہے۔''

[ایک عربی شاعر کہتا ہے]

اَتَانِي هَوَاهَا قَبلَ اَنْ اَعرِفَ الهَوٰى
فَصَادَفَ قَلباً خالِياً فَتَمَكَّنَا

''مجھے اس سے محبت کا خیال اس وقت آیا جب میں یہ جانتا بھی نہیں تھا کہ محبت کیا ہوتی ہے، سو یہ خیال خالی دل سے ٹکرایا اور اس نے جگہ پائی''۔

[دل کا بگاڑ، ص:386-387]

اس ساری بحث سے ملتا جلتا ایک انگریزی قول ہے:

"An empty mind is devil's workshop"

'' یعنی خالی اور فارغ ذہن ابلیس کا ورکشاپ ہوتا ہے۔''

یہ تو لابدی امر ہے کہ جب زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر میں تر ہوگی اور دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھرا ہوا ہوگا، تو شیطان ایسے شخص کے قریب بھی نہیں پھٹکے گا۔

نفس انسانی ایک چکی کی مانند ہے، اگر اس میں پتھر ڈالو گے تو یہ پیسی ہوئی ریت نکالے گا اور اگر چاول ڈالو گے تو آٹا نکالے گا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر دل میں اچھے خیالات کو جگہ دے کر اس کو درست کرنے کی کوشش کی جائے تو باقی اعضاء سے نیک اعمال کا ہی صدور ہوگا (کیونکہ دل بادشاہ ہے اور باقی اعضاء اس کے سپاہی) اور اگر خدانخواستہ اس میں بُرے خیالات کو جگہ دی جائے تو یہ انہی برے خیالات کی پروسیسنگ (Processing) کر کے اپنا بُرا اثر دیگر اعضاء پر بھی ڈالے گا اور نتیجتاً انسان بُرے کام کرنے لگے گا۔

iv۔ پیار کی طلب:

بعض لوگوں کے ہاں پیار کی چاہت اور طلب ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اسے بچپن میں صحیح پیار نہیں ملا ہوتا۔ ایسے بھی ہوتا ہے کہ اسے ماں کا پیار نہ ملا ہو، جو اسے دودھ پلائے اور اس کا خیال رکھے یا باپ کی شفقت سے محروم رہا ہو، جو کہ اس کا خیال رکھے، اس سے پیار کرے۔

ایسا انسان عشق کے ذریعہ سے محبت کا متلاشی رہتا ہے۔

اکثر وبیشتر ایسے لوگ وہ بچے ہوتے ہیں جو ٹوٹے پھوٹے گھرانوں میں پلے ہوتے ہیں۔ کسی کی ماں کو باپ نے طلاق دے دی۔ (پھر ماں نے بھی دوسری شادی کر لی) اور ان دونوں نے بچوں کا کوئی خیال نہیں کیا۔ بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسے بچے کسی تیسرے گھر میں پرورش پاتے ہیں۔ تو نہ ہی انہیں ماں کی مامتا ملتی ہے اور نہ ہی باپ کی شفقت۔ ایسے ہی لوگ بکثرت اس عشق کی بیماری کے شکار ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ لوگ پیار کے بھوکے ہوتے ہیں۔

اس لئے بھی کہ بچوں کے اندر ماں باپ کی طرف سے پیار ومحبت اور شفقت کی سیرابی سے انھیں نفسیاتی ثابت قدمی نصیب ہوتی ہے۔ اور پھر اکثر وبیشتر انسان ایسی آفات سے دور رہتا ہے۔ [دل کا بگاڑ، ص:387]

V۔ والدین کی لاپرواہی:

اسلامی تعلیم و تربیت میں ہی انسانوں کا تابناک اور روشن مستقبل مضمر ہے، عہد طفولیت میں اگر بچوں کی اسلامی ڈھنگ سے تربیت کی جائے تو یہ بچے کے ذہن پر پتھر کی لکیر کی طرح نقش ہو جائے گی۔ لیکن موجودہ دور کے والدین کی اکثریت غیر ذمہ دار بن گئی ہے۔ ان پر مغربی تہذیب اس قدر غالب آچکی ہے کہ وہ اسی تہذیب کے سائے تلے اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہیں اور اسلامی تعلیم وتربیت کو ثانوی حیثیت دیتے ہیں۔ نتیجتاً یہی بچے جب انگلش میڈیم مشنری سکولوں سے مخلوط تعلیم حاصل کرنے کے بعد بالغ ہو کر معاشرے کا حصہ بن جاتے ہیں تو معاشرہ ان کے وجود سے ناپاک ہو جاتا ہے اور جہنم کا منظر بن کر رہ جاتا ہے کیونکہ یہ والدین کی نافرمانی کرتے ہیں۔ بڑوں کی بے عزتی کرتے ہیں، اسلامی حقوق وآداب کی پامالی کرتے ہیں، شریعت اسلام کا مضحکہ اڑاتے ہیں اور بلوغت کے بعد بالکل آزاد اور وحشی بن جاتے ہیں۔ یہی بچے پھر عشق کی بیماری کو اپنے گلے کا ہار اور اپنی آنکھوں کا سرمہ بنا کر اسی کو سب کچھ سمجھنے لگتے ہیں۔ اگر معاشرے کے اندر ان برائیوں کا قلع قمع کرنا ہی ہے تو شروع سے ہی بچوں اور بچیوں کی اسلامی تربیت کی جائے تا کہ ہمارا معاشرہ امن وآشتی کا گہوارہ بن جائے۔

vi۔ فحش موسیقی اور گندی فلمیں:

حافظ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: ''اسباب عشق میں سے ایک غزل اور گانا سننا بھی ہے۔ یہ نفس میں صورتوں کے نقوش کی تصویر کھینچتا ہے پھر صورت موصوف کا خمار کرتا ہے اور نظر کسی صورت کو مستحسن سمجھتی ہے اور اس طرح سے نفس اس کا طالب ہو جاتا ہے۔

[ذم الھوٰی (اردو) ص:164]

اسلام میں گانا وموسیقی ناجائز وحرام ہے کیونکہ یہ چیزیں لہو ولعب اور فضولیات کی قبیل سے ہیں۔ اس میں مشغول ہونے کے بعد انسان کے قیمتی اوقات ضائع ہو جاتے ہیں اور

عقل میں فتور پیدا ہو جاتا ہے۔ آدمی گانوں کے سبب غفلت اور مدہوشی کا شکار ہو کر فرائض تک سے غافل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا چکا ہے کہ عشق فارغ دل کی حرکت کو کہتے ہیں۔ یہ تو یقینی امر ہے کہ جب انسان مدہوش ہو جاتا ہے تو اس کا دل فارغ و غافل ہو جاتا ہے اور شیطان اپنی کاروائی شروع کر دیتا ہے۔

چنانچہ شیخ محمد صالح المنجد رقمطراز ہیں:

”عشق کے پھندے میں گرفتار ہونے کے بڑے اسباب میں سے یہ خطرناک وسائل ہیں: گانے، گندی فلمیں (گندہ لٹریچر وغیرہ) جو کہ انسان کو فحاشی اور غلط تعلقات کی راہ پر لگا دیتے ہیں۔ اکثر گانوں اور فلموں کی بہت بڑی تعداد اسی موضوع سے متعلق ہوتے ہیں۔ کتنے ہی گانے ہیں جو کہ محبوب اور معشوق کے موضوع پر ہیں، جن میں صرف عشق و محبت کی باتیں ہوتی ہیں اور عاشق یا معشوق کے حالات بیان کیے جاتے ہیں۔ اس دور میں فلموں اور جدید ترین ٹیکنالوجی ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے عشاق کے قصے خوبصورت بنا کر پیش کیے جاتے ہیں۔ ان قصوں کو لکھنے کے لئے ماہرین کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ جنہیں اداکار اپنی اداکاری کے رنگ سے رنگتے ہیں۔ موسیقار اس میں موسیقی کا زہر گھولتے ہیں۔ گلوکار اور دوسرے اپنے کلمات اور جملوں سے زہر افشانیاں کرتے ہیں۔ نتیجہ میں ایک ایسا زہر مرکب تیار ہو جاتا ہے جسے دیکھنے والے عشق و محبت کو ہی سب کچھ سمجھنے لگتے ہیں، اور ان چیزوں کو اپنی عملی زندگی میں لانا چاہتے ہیں جو کچھ وہ دیکھتے یا سنتے ہیں۔

پریم کہانیاں ان وسائل سے ہٹ کر کوئی دور کی چیز نہیں۔ بلکہ ان کہانیوں سے بسا اوقات خرابیاں مزید بڑھ جاتی ہیں۔

ان روایات، کہانیوں اور فلموں نے ہماری نوجوان نسل (لڑکوں اور لڑکیوں) کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے، اور انہیں عشق کے مرض میں مبتلا کر دیا ہے۔ اب یہی نوجوان اپنے چہروں کے بل گناہوں کے صحرا میں بھٹک رہے ہیں۔ انہیں کوئی حق بات سکھانے اور بتانے

والا ایسا نہیں ملتا جس کے دامن میں یہ لوگ پناہ لے سکیں، اور وہ انھیں حق بات بتا کر اور انھیں وعظ و نصیحت کے ذریعہ راہ راست پر لا سکے۔ اس لئے کہ ان لوگوں کے دل بہت بُری طرح سے غیر اللہ کی محبت میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ [دل کا بگاڑ، ص:388-389]

قارئین کرام! یہ بات کسی مصیبت اور المیہ سے کم نہیں کہ آج کل دیندار طبقہ بھی موسیقی کی اس لعنت سے نہیں بچ پاتا۔ اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ لاکھ منع کرنے کے باوجود گاڑی کا ڈرائیور اپنا ٹیپ ریکارڈر بند کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ ڈرائیور بھی موسیقی سے اس قدر بیمار دل ہوا ہوتا ہے کہ وہ منع کرنے والی سواری کو گاڑی سے نیچے اتارنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے لیکن گانا اور موسیقی بند نہیں کرتا۔

vii۔ مخلوط تعلیم (Co-Education):

عشق کے اسباب میں سے ایک اہم سبب مخلوط نظام تعلیم ہے۔ مخلوط تعلیمی نظام میں نظر کی حفاظت کرنا نہایت ہی دشوار عمل ہے۔ اب جو شخص دینی تعلیم سے بے بہرہ ہو وہ اپنی نظر کی حفاظت بالکل ہی نہیں کرتا۔ چنانچہ پسند اس کے سامنے ہوتی ہے۔ جو لڑکی اس کو پسند آئے آسانی سے اس کو اپنے عشق کے پھندے میں پھنسا سکتا ہے۔ مخلوط تعلیم سے جو خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں وہ کسی بھی دیدۂ بینا رکھنے والے پر پوشیدہ نہیں ہیں۔ اسی ضمن میں وہ کوچنگ سینٹرز بھی آ جاتے ہیں۔ جن میں علوم عصریہ کو حاصل کرنے کے لئے لڑکے لڑکیاں مل کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ بعض غبی اور پڑھائی سے جی چرانے والے لڑکے صرف اسی غرض سے کوچنگ سینٹر جاتے ہیں تا کہ اپنی معشوقہ سے روزانہ مل سکیں۔

viii۔ سوشل میڈیا (Social Media):

اس بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ٹیلی فون نے بہت سارے انسانی مشاکل کو دور کر دیا ہے۔ جو کام خط و کتابت کے ذریعے سے ہفتوں اور مہینوں میں ہوتا تھا، آج وہی کام سیکنڈوں اور منٹوں میں ہو رہا ہے۔ آج تقریباً ہر گھر میں ہر فرد کے پاس اپنا موبائل فون ہو

تا ہے بلکہ اگر کہا جائے کہ یہ بچوں کا کھلونا بن گیا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔لیکن ٹیلی فون کے آزادانہ استعمال نے کتنی لڑکیوں کو اپنی عفت سے محروم کر دیا، کتنے خوبصورت گھروں کو ویرانوں میں تبدیل کیا محتاج وضاحت نہیں۔ وہ اس طرح کہ کوئی بھی لڑکی کسی بھی اجنبی لڑکے سے ہمکلام ہو کر بن دیکھے اس کی معشوقہ بنتی ہے۔اس تباہی کے ذمہ دار کسی حد تک والدین بھی ہیں جو اپنے بچوں کی محبت میں اندھے ہو کر ان کی ہر جائز و ناجائز خواہش پوری کرتے ہیں اور اس سے ان پر پڑنے والے بُرے اثرات کی طرف التفات بھی نہیں کرتے ۔
والدین کو چاہئے کہ اپنے بچوں پر کڑی نظر رکھیں تاکہ وہ اپنی اور ان کی دنیا اور آخرت سنوار سکیں۔

منکرات سے بھرے پڑے اس پر آشوب دور میں سوشل میڈیا جیسے وٹ سیپ(Whats App) فیس بک (Facebook) وغیرہ نے بھی نوجوان لڑکیوں اور لڑکوں کو ایک دوسرے کے عشق میں بن دیکھے پھنسانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔قارئین کرام پر بات کو مزید واضح کرنے کے لئے ہم ذیل کی سطور میں اس سوشل میڈیا سے پھیلنے والی تباہی کا ایک نمونہ دکتور محمد بن عبدالرحمن العریفی حفظہ اللہ کی کتاب ’’نیکی کے سفیر‘‘ سے ہدیہ قارئین کرتے ہیں:

’’اپنی کہانی اپنی ہی زبانی بیان کرتے ہوئے اس نے بتایا کہ میرا کوئی دن رونے سے خالی نہیں جاتا، نہ جانے میں روزانہ کتنی مرتبہ خودکشی کا پروگرام بناتی ہوں، زندگی میرا ساتھ دینے سے انکاری، مجھے ہر گھڑی موت کی طلب گاری، کاش! میں پیدا ہی نہ ہوتی اور نہ اس دنیا سے آشنا ہوتی۔

میری کہانی کا آغاز ایک سہیلی سے ہوا، اس نے ایک دن مجھے اپنے گھر بلایا، وہ انٹر نیٹ کی سودائی تھی۔ اس نے مجھے بھی انٹرنیٹ سے شناسائی کی رغبت دلائی اور اس کے استعمال کا طریقہ سکھانا شروع کر دیا، اب اس سے بہت زیادہ ملنے کا موقع میسر آ گیا۔
تقریباً دو مہینے گزر گئے تھے کہ میں انٹرنیٹ پر خوش کلامی کی ماہر ہوگئی۔ میں نے ای میل

بھیجنا اور شائستہ اور غیر شائستہ ہر طرح کی ویب سائٹ تلاش کرنا بھی سیکھ لیا، ان دو مہینوں میں میری اپنے خاوند سے اس بات پر لڑائی رہی کہ وہ گھر میں انٹرنیٹ لگوائے۔ وہ اس کے سخت مخالف تھا، بالآخر میں نے اسے یہ کہہ کر قائل کر لیا کہ میں گھر میں اکیلی بوریت محسوس کرتی ہوں، میری سہیلیاں انٹرنیٹ استعمال کرتی ہیں۔ کیوں نہ میں اس کے ذریعے ان سے بات چیت کر لیا کروں جو ٹیلی فون کی بہ نسبت بہت سستی پڑتی ہے۔

میرے خاوند نے میری بات مان لی، کاش وہ ایسا نہ کرتا، اب میرا پورا دن اپنی سہیلیوں کے ساتھ چیٹنگ میں گزرتا، اس کے بعد میرے خاوند کو میری طرف سے کوئی شکوہ یا مطالبہ سننے کو نہ ملا، جونہی وہ گھر سے نکلتا میں دیوانہ وار انٹرنیٹ کی طرف لپکتی اور کئی کئی گھنٹے بیٹھی رہتی، اب میری یہ خواہش رہتی کہ میرا خاوند گھر سے زیادہ سے زیادہ دیر باہر ہی رہے، مجھے اپنے خاوند سے محبت تھی۔ وہ بھی میری محبت کا قدر شناس تھا، مالی حالت کمزور ہونے کے باوجود ہر ممکن طریقے سے میری دل جوئی کرتا تھا، جوں جوں دن گزرتے گئے، انٹرنیٹ پر میری توجہ بڑھتی گئی، حالت یہ ہوگئی کہ اس کے علاوہ کسی کام میں دلچسپی نہ رہی، پہلے ہر دو ہفتے بعد میں اپنے خاوند کے ساتھ میکے اور سُسرال جاتی تھی، اب اس سے بھی کترانے لگی۔

جب بھی میرا خاوند اچانک گھر میں داخل ہوتا، میں فوراً انٹرنیٹ پر کھلی ہوئی فائلیں بند کرنا شروع کر دیتی، اسے یہ کام بڑا عجیب لگا، شک تو نہ کیا مگر اس کے دل میں یہ دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہو گیا کہ میں انٹرنیٹ پر کیا کرتی ہوں؟ ایک دن اسے شاید جلدی چھٹی ہوگئی، یا وہ میری ٹوہ لینے کے لئے وقت سے پہلے آ گیا، گھر میں یوں داخل ہوا کہ میں سنبھل نہ سکی، اس نے میری چیٹنگ دیکھ لی جو میں بند نہ کر پائی تھی، وہ ڈانٹتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہنے لگا، انٹرنیٹ معلومات کا وسیع میدان ہے، اسے وقت ضائع کرنے کا وسیلہ نہیں بنانا چاہئے۔
وقت گزرتا گیا اور میں چیٹنگ کے فتنے میں اور زیادہ گرفتار ہوتی چلی گئی، بچوں کی تر

بیت کا معاملہ خادمہ پر چھوڑ دیا، خاوند کی واپسی کا وقت ہوتا تو کمپیوٹر بند کر دیتی، میں نے اپنا خیال کرنا بھی چھوڑ دیا، پہلے یہ ہوتا تھا کہ میں خاوند کی واپسی کے وقت بن سنور کر آراستہ پیراستہ ہو جاتی تھی، لیکن انٹرنیٹ آنے کے بعد یہ عمل مدھم ہوتے ہوتے بالکل ختم ہو گیا، میں انٹرنیٹ کی اس قدر دلدادہ ہو گئی تھی کہ خاوند کے سونے کے بعد چپکے سے کمپیوٹر والے کمرے میں چلی جاتی اور جاگنے سے پہلے چپکے سے آجاتی، اسے معلوم تھا کہ میں انٹرنیٹ پر جو کچھ کرتی ہوں وہ محض وقت کا ضیاع ہے لیکن وہ میری تنہائی اور گھر والوں سے دوری کے احساس کے زیر اثر مجھ سے مشفقانہ رویہ رکھتا تھا مگر میں اس سے غلط فائدہ اٹھاتی رہی، اولاد کی تربیت کے حوالے سے میری لاپرواہی پر وہ بہت پریشان تھا، اس نے کئی دفعہ توجہ دلائی لیکن میں جھوٹ موٹ کے آنسو ٹپکانے لگتی اور کہتی: آپ نہیں جانتے آپ کی عدم موجودگی میں کیا آودھم مچتا ہے، میں بچوں کی تربیت کیلئے فکر مند رہتی ہوں، وہ مجھے تنگ کر کے ہلکان کر دیتے ہیں۔

مختصر یہ کہ میں خاوند سمیت ہر چیز سے لاپرواہ ہو گئی، پہلے وہ گھر سے باہر جاتا تو میں اس سے رابطے کے لئے دس دس مرتبہ فون کرتی تھی لیکن انٹرنیٹ آنے کے بعد گھر کے ضروری کام کے لئے کبھی کبھار ہی فون کرتی تھی، یوں میرا خاوند انٹرنیٹ پر بہت خار کھانے لگا۔ اسی طرح چھے ماہ گزر گئے، اس دوران جعلی ناموں سے میرے کئی رابطے (Links) بن گئے۔ جو مجھ سے چیٹنگ کرنا چاہتا، میں اس کے ساتھ چیٹنگ کرنے لگتی، مجھے معلوم بھی ہو جاتا کہ وہ مرد ہے مگر میں مردوں سے بھی بے تکلف چیٹنگ کرتی تھی۔ ایک مرد سے میں بہت متاثر ہوئی، اسکی باتیں میرے دل کو چھونے لگیں، دن بہ دن یہ تعلق بڑھنے لگا اور تقریباً تین ماہ تک مسلسل بڑھتا چلا گیا۔ اس نے اپنے شہد بھرے لہجے اور محبت وعشق کی باتوں سے مجھے پھانس لیا۔

بسا اوقات اس کی باتیں معمولی ہوتی تھیں لیکن شیطان انھیں بہت خوبصورت کر کے دکھاتا، اب تک ہماری بات چیت تحریری طور پر ہوتی رہی، ایک دن اس نے میری آواز

سننے کی تمنا کی، میں نے انکار کر دیا، وہ اپنی بات پر اڑا رہا، پھر مجھ سے چیٹنگ اور ای میل ختم کرنے کی دھمکی دینے لگا۔ میں نے اس کا مطالبہ ٹالنے کی بڑی کوشش کی لیکن نجانے کیوں ناکام رہی، بالآخر اس شرط پر کہ صرف ایک دفعہ بات کروں گی، میں نے اس کا مطالبہ قبول کر لیا، ہم نے چیٹنگ کا صوتی پروگرام استعمال کرتے ہوئے بات چیت کی۔ اگر چہ یہ سسٹم زیادہ بہتر نہیں تھا لیکن پھر بھی اس کی آواز بہت خوبصورت اور اس کی باتیں بڑی دلکش معلوم ہوئیں۔ اس نے کہا: انٹرنیٹ پر آپ کی آواز صاف نہیں سنائی دیتی، لہٰذا اپنا فون نمبر دے دیں۔ میں نے انکار کر دیا اور اس کی جسارت پر حیران بھی ہوئی۔ پھر عرصہ بیت گیا۔ اس سے بات چیت کی نوبت نہ آئی۔

میں خوب اچھی طرح جانتی تھی کہ شیطان میرے پیچھے پڑ گیا ہے جو اس کی آواز کو خوب سے خوب تر بنا کر پیش کر رہا ہے اور میرے دل سے باقی ماندہ عفت وعصمت کا احساس ختم کرنے کے درپے ہے۔

ایک دن میں نے اس سے فون پر بات کی، بس اسی وقت سے میری زندگی گراوٹ اور گندگی کا شکار ہو گئی، بات طے ہو گئی، میری کہانی پڑھنے والا سمجھتا ہوگا کہ میرا خاوند میرے بارے میں لاپرواہی کا مظاہرہ کرتا تھا یا گھر سے زیادہ غائب رہتا تھا۔ لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے، وہ صرف اپنے کام کے لئے گھر سے باہر جاتا تھا، اس نے تو میری اور میری اولاد کی خاطر اپنے دوستوں سے بھی کنارہ کشی کر لی تھی۔

انٹرنیٹ سے دل لگی کے بعد، جو روزانہ آٹھ سے بارہ گھنٹے ہوتی تھی، مجھے خاوند کا گھر میں زیادہ رہنا اچھا نہیں لگتا تھا، میں اسے اکثر گھر بیٹھے رہنے پر کوستی اور ترغیب دیتی کہ شام کو بھی کوئی کام کاج کرے تاکہ بے پناہ قرض اور لگاتار قسطوں سے جان چھوٹ جائے اس نے واقعی میری بات پر عمل کیا اور ایک چھوٹے کارخانے میں اپنے دوست کے ساتھ شراکت کر لی، اس کے بعد انٹرنیٹ پر گزرنے والے وقت میں اضافے پر اضافہ ہوتا گیا،

باوجود اس کے کہ وہ ہزاروں روپے کی ٹیلی فون بل سے پریشان تھا، مجھے اس کا کوئی احساس نہ رہا، ادھر اس اجنبی شخص سے میرا رابطہ اور آگے بڑھنے لگا، کئی مرتبہ میری آواز سننے کے بعد وہ مجھ سے ملاقات کی آرزو کرنے لگا، میں نے اسے ڈانٹ دیا، میں اس سے تو اس کی خواہش ملاقات پر ڈانٹتی تھی مگر خود اسے دیکھنے کا بڑا شوق رکھتی تھی، اس کے باوجود ملاقات سے گریزاں تھی، کوئی اور وجہ نہ تھی بس ایک انجانا سا خوف تھا۔

دوسری طرف اس کا اصرار روز بروز بڑھتا گیا، وہ صرف میرے دیدار کا مشتاق تھا ،آخر کار میں نے اس کا یہ مطالبہ بھی مان لیا۔ اس شرط پر کہ یہ ہماری پہلی اور آخری ملاقات ہوگی، باہم معاہدے کے بعد ہم دونوں ایک بازار میں ملے، ہم دونوں اکیلے تھے، شیطان کے علاوہ دور تک کوئی متنفس نہ تھا۔

میں پہلی ہی نظر میں اس کی گرویدۂ جمال ہوگئی، شیطان نے اسے میری نظروں میں بہت حسین وجمیل بنا دیا تھا۔ میرا خاوند بھی حُسن میں کم نہ تھا لیکن شیطان کی عادت یہ ہے کہ وہ حرام کو خوب بنا سنوار کر پیش کرتا ہے۔

ملاقات ختم ہوگئی۔ اس کے بعد وہ میرے ساتھ تعلقات بڑھانے لگا، وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ میں شادی شدہ ہوں اور کئی بچوں کی ماں ہوں، کئی بار اس نے مجھے دیکھا، خوب چکنی چپڑی باتیں کیں۔ میرے بارے میں ہر بات معلوم کی، پھر وہ مجھے خاوند سے بدظن کرنے لگا، پھر ایک دن اس نے مجھے اپنے خاوند سے خلع لے کر اپنے ساتھ شادی کا ارمان پیش کر دیا، میں اپنے خاوند سے نفرت کرنے لگی۔ نت نئے مسائل اور جھگڑے پیدا کرنے شروع کر دیے تا کہ وہ مجھے خود ہی طلاق دے دے، میرا خاوند پریشان کن مسائل کا سامنا نہ کر سکا، اکثر گھر سے غائب رہنے لگا، پھر بہت ہولناک واقعہ پیش آیا۔

ہوا یوں کہ ایک دن میرے خاوند نے بتایا کہ وہ کسی کام کے سلسلے میں پانچ دن کے سفر پر جا رہا ہے، اس نے مجھے بچوں سمیت میکے جانے کا مشورہ دیا۔ میں نے موقع غنیمت

جانا۔ میکے جانے سے انکار کر دیا۔ وہ لاچار ہو کر جمعہ کے دن سفر پر روانہ ہو گیا۔ ادھر اتوار کو ہمارا ملاقات کا وعدہ تھا، میں شیطان کی اُنگلی تھام کر چپ چاپ ایک بازار میں اس کے ساتھ جا پہنچی، پھر اس کے ساتھ گاڑی میں سوار ہوئی اور وہ گاڑی کو سڑکوں پر دوڑانے لگا۔

زندگی کا یہ پہلا موقع تھا کہ میں ایک اجنبی کے ساتھ گھر سے نکلی تھی، میں سخت پریشان تھی، میں نے اس سے کہا: میں گھر سے زیادہ دیر غائب نہیں رہنا چاہتی، ڈرتی ہوں کہیں خاوند گھر نہ پہنچ جائے یا کوئی اور ناخوشگوار واقعہ نہ پیش آجائے، وہ کہنے لگا: جب تیرے خاوند کو اس بات کا علم ہوگا، وہ تجھے خود ہی طلاق دے دے گا، اس طرح تجھے اس سے خلاصی مل جائیگی۔ اب مجھے اس کی باتیں اور لہجہ اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ میری گھبراہٹ بڑھنے لگی، میں نے پھر اس سے کہا: زیادہ دور نہ جاؤ میں گھر سے لیٹ نہیں ہونا چاہتی، لیکن وہ مجھے ادھر ادھر کی باتوں میں الجھانے لگا۔

اچانک ہم اندھیرے میں ڈوبی ہوئی ایک نامعلوم جگہ پر پہنچے۔ یہ کوئی ریسٹ ہاؤس معلوم ہوتا تھا، میں چیخنے لگی، یہ کون سی جگہ ہے؟ مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟

گاڑی رکی، دوسرے آدمی نے دروازہ کھولا۔ اس نے مجھے بہت بری طرح گھسیٹ کر باہر نکالا اور کچھ دور جا کر ایک کمرے میں دھکیل دیا۔ وہاں پہلے ہی دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے، ایک طرف سے عجیب وغریب خوشبوئیں اٹھ رہی تھیں، ہر چیز مجھ پر بجلی بن کر گر رہی تھی، میں بہت چیخی چلائی اور اس سے رحم کی اپیل کی مگر میری فریاد آوارہ قہقہوں میں گم ہوگئی۔

اجنبی مقام پر میں خوف کی شدت سے اردگرد کے حالات سمجھنے سے قاصر تھی، اچانک میرے چہرے پر ایک تھپڑ پڑا، پھر ایک گرجدار دھمکی سنائی دی۔ اس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا، اس کے بعد ڈر کے مارے میں ہوش وحواس ہی کھو بیٹھی، پھر جو ہونا تھا، ہوا، جب مجھے ہوش آیا تو مجھ پر شدید رعب طاری تھا، جسم کانپ رہا تھا، آنسو تھمنے کا نام نہیں لیتے تھے، انھوں نے میری آنکھوں پر پٹی باندھی۔ کار میں ڈالا اور میرے گھر کے قریب ایک جگہ پھینک

گئے، میں جلدی سے اپنے گھر میں گھس گئی، رو رو کر اپنے آنسو خشک کر لئے اور اپنے آپ کو کمرے میں قید کر کے بیٹھ گئی، اپنے بچوں کو دیکھا نہ اپنے منہ میں کوئی لقمہ ڈالا۔

اب مجھے خود اپنے وجود سے نفرت ہوگئی، خودکشی کی کوشش کی، کامیاب نہ ہو سکی، اولاد کے بارے میں کوئی ہوش نہ رہا، میرا خاوند سفر سے لوٹ آیا۔ میری حالت اس قدر خراب تھی کہ اپنے قدموں پر چل بھی نہ سکتی تھی، وہ مجھے اٹھا کر ہسپتال لے گیا ڈاکٹروں نے مجھے سکون آور اور مقوی ادویات دیں، میں نے اپنے خاوند سے کہا: مجھے فوراً میکے پہنچا دے۔

میں رو رہی تھی، گھر والے کچھ نہ کر سکتے تھے، ان کا خیال تھا کہ میری اپنے خاوند سے کوئی چپقلش ہوگئی ہے، میرے والد نے میرے خاوند سے مفاہمت کرانی چاہی، وہ کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے۔ میرے خاوند کو نہ کسی اور کو کچھ معلوم تھا کہ مجھ پر کس قیامت کی بجلیاں گر چکی ہیں۔ میرے گھر والے مجھے کئی عاملوں کے پاس بھی لے کر گئے، میں چپ تھی کیسے بتاتی اور کیا بتاتی کہ مجھ پر کیا بیت گئی ہے۔

قصہ مختصر، میں اپنے خاوند کے قابل نہ رہی، اس سے طلاق مانگ لی کیونکہ میں شریف لوگوں کے ساتھ رہنے کا جواز کھو بیٹھی تھی، میں نے اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی ماری تھی۔

چیٹنگ کے ذریعے بننے والے دوست چیٹنگ کرنے والی لڑکیوں کے شکاری ہوتے ہیں، یہ سفاک لوگ لڑکیوں کو اندھیری کوٹھریوں میں گھسیٹتے ہیں۔ ایک رات کی ملکہ بناتے ہیں اور پھر انہیں زندہ درگور ہونے کے لئے ویرانے میں پھینک جاتے ہیں، میری حالت دیکھ کر میرا شوہر بہت دکھی ہوا، وہ میرے پاس ہی بیٹھا رہا۔ کئی روز کام پر نہ گیا، اس نے طلاق دینے سے انکار کر دیا، بے چارہ مجھ سے بہت محبت رکھتا تھا۔ اپنا آشیانہ بنانے کے لئے محنت کرتے کرتے تھک گیا تھا، وہ طلاق دے کر گھر اجاڑنا نہیں چاہتا تھا۔

میں نے اپنا راز اپنے سینے میں چھپا لیا، آئے دن میرا غم و غصہ بڑھتا گیا، میری روح لہولہان ہوگئی، یہ سوچ سوچ کر میری سانسوں میں گرہ پڑ گئی کہ میں کن بدمعاشوں کے نر

غے میں پھنس گئی تھی۔ مجھے کتنی ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔ میں کیسے کیسے شرابیوں اور زانیوں کی ہوس کا کھلونا بنی رہی، میں کتنی پگلی تھی، اف! میں نے کتنا قیمتی وقت ان بدقماشوں اور لفنگوں سے چیٹنگ میں برباد کیا جنھیں کوئی شریف آدمی دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا، بالکل سچ ہے، بُری باتوں کا انجام ہمیشہ بُرا ہوتا ہے اور خون کے آنسو رلاتا ہے۔

اب میں اپنی کہانی اس حالت زار میں لکھ رہی ہوں کہ بستر مرض پر پڑی سسک رہی ہوں۔ آہ! نفس اور شیطان کے شکنجے میں آ جانے والی ایک حقیر اور بے مایہ ہستی اب موت کے قدموں کی آہٹ سن رہی ہے! شاید یہ بستر مرگ، ثابت ہو۔

[نیکی کے سفیر، 160-171]

قارئین کرام! یہ تھا انٹرنیٹ اور فیس بک کی تباہی کا ایک نمونہ، اسی طرح نہ جانے اس انٹرنیٹ نے کتنے گھروں کو بے گھر کیا، اس کی وجہ سے کتنی لڑکیاں اپنی عفت و عصمت کھو بیٹھیں۔ شائد اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان فتنوں سے امان میں رکھے۔ (آمین)

ix۔ نظر کی عدم حفاظت:

چونکہ اس پُرفتن دور میں عورتیں مختلف قسم کی غیر شرعی زینتوں سے اپنے آپ کو مزین کرتی ہیں اور بازاروں، ہوٹلوں، گاڑیوں، پارکوں، ہسپتالوں، وغیرہ مقامات پر اسی حالت میں دیکھنے کو ملتی ہیں۔

ان کی یہ زینت مرد تو مرد شریف زاد عورتوں کی عقل کو بھی حیران کر دیتی ہے۔ اب اس زینت کے فتنے سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے ایک نوجوان کو سختی سے اللہ کے درجہ ذیل فرمان پر عمل کرنے کی ضرورت ہے:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ﴾۔ [سورة النور: 30]

"(اے نبی!) مومن مردوں سے کہئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شر مگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔ اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر ہے۔"

واضح رہے کہ غضِ بصر کا حکم مردوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عورتوں کو بھی اس کا حکم دیا گیا ہے۔ [دیکھئے سورۃ النور:31]

اس حکم پر عمل کرنے کا فائدہ بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ "**ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ**" یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے۔ یعنی جو انسان بھی اپنی نظریں جھکائے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت وہ فتنۂ عشق میں مبتلا ہونے سے بہت حد تک محفوظ رہے گا۔ ایک عربی مقولہ نظر کی عدم حفاظت کے نتائج خوبصورت انداز میں اس طرح پیش کرتا ہے:

(نَظْرَةٌ فَابْتِسَامَةٌ فَسَلَامٌ فَكَلَامٌ فَمَوعِدٌ فَلِقَاءٌ)

"نظریں ملیں، باہم مسکرایا، سلام کی، اس کے بعد کلام ہوا پھر باہم معاہدے ہوئے اور ملاقاتیں ہونے لگیں۔"

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ناجائز چیزوں کے دیکھنے کو حدیث میں آنکھ کا زنا کہا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا **(فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ)**۔۔ **الحدیث**

[صحیح بخاری، کتاب الإستئذان، باب زنا الجوارح دون الفرج، رقم الحدیث (6243)]

"آنکھ کا زنا (ناجائز) دیکھنا ہے۔"

اس حکم الٰہی اور حدیث نبوی پر عمل کر کے انسان بہت حد تک عشق کی بیماری سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

X۔ تعلیمی نصاب:

عشق کے اسباب میں سے ایک سبب ہمارے تعلیمی اداروں جیسے سکولوں اور کالجوں کا تعلیمی نصاب بھی ہے۔ چنانچہ اردو اور انگریزی کی نصابی کتابیں خاص طور پر پریم کہانیوں (Love Stories) سے بھری پڑی ہیں اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ غالبؔ، میرؔ

وغیرہ شعراء حضرات کے اشعار نصاب میں داخل ہیں جن کا اکثر حصہ عشقیہ اشعار پر مبنی ہے۔ ان اشعار کی وضاحت استاد کو مخلوط تعلیمی نظام میں کرنی پڑتی ہے جو جلتی پر تیل کا کام کرتی ہے۔ یہ میرے ہاتھ میں بی۔اے سال اول اردو کی نصابی کتاب ہے۔ اس کے صفحہ 12 پر ولی محمد ولی دکنی کی غزل کے کچھ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

نہ ہوئے اُسے جگ میں ہرگز قرار
جسے عشق کی بے قراری لگے

یعنی شاعر کہتا ہے کہ دنیا میں اس شخص کو سکون و قرار نہیں جسے عشق کی بیماری لاحق ہو آگے لکھتے ہیں:

ہر اک وقت مجھ عاشق راز کوں
پیارے! تیری بات پیاری لگے

شاعر ایک طرف تو عشق کی خرابیاں بھی خود ہی بیان کرتے ہیں کہ یہ دنیا میں بے قراری کا باعث ہے لیکن پھر بھی اسی بیماری کے مریض بن کر رہنا چاہتے ہیں۔ مخلوط تعلیمی نظام میں ایسا نصاب تعلیم یقیناً زہر مرکب کا اثر کرے گا۔ نوجوان لڑکے اپنی ہم جماعت لڑکیوں کو عشق کا طوق پہنانے کی کوشش کریں گے اور نتیجتاً طلباء میں جنسی بے راہ روی عام ہو جائے گی۔

یہ صرف اسی ایک کتاب کا حال نہیں بلکہ آٹھویں جماعت سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک اردو اور انگریزی کتابوں میں اسی قسم کی شاعری موجود ہے۔ مثلاً بعض شعراء کے اشعار میں اس طرح خوبصورت انداز میں اس مرض کو پیش کیا گیا ہے گویا کہ انسانوں کو صرف اسی مقصد کو پانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تفصیل کا طالب خود ان کتابوں کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

بارہویں جماعت کی انگریزی کی نصابی کتاب CHINAR-II میں ایک سبق بعنوان "Love Across the Salt Desert" ہے۔ اس میں نوجوانوں کو عشق کرنے کا طریقہ سکھایا گیا ہے اور اس راہ میں گھر والوں کی طرف سے آنے والے مشکلات پر صبر و

استقامت کا دامن تھامے رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔(اِنا للہ و اِنا اِلیہ راجعون)

یہ تھے عشق کے چند اسباب۔ تلک عشرۃ کاملۃ

معزز قارئین! عشق کی بیماری کا علاج بیان کرنے سے پہلے اس بات کو بیان کرنا ضروری ہے کہ جب ہم کسی عاشق کو عشق چھوڑنے کی نصیحت کرتے ہیں اور اس پر عشق کی قباحت بھی واضح ہو جاتی ہے۔ لیکن وہ یہ عذر پیش کرتا ہے کہ یہ عشق چھوڑنا میرے اختیار میں نہیں ہے کیونکہ میں اپنی معشوقہ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، اس کے بغیر زندہ رہنے سے مرنا آسان ہے۔ عاشقوں کے اس عذر سے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا عشق کا مرض اختیاری ہے یا اضطراری؟

عشق اختیاری کیفیت ہے یا اضطراری:

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اسباب محبت ہمیشہ اختیاری ہوتے ہیں جبکہ عشق کا لاحق ہونا اضطراری ہے۔ [محبت کی حقیقت اور اس کے تقاضے، ص181]

آگے لکھتے ہیں: ''اسباب کا اختیار کرنا شراب پینے کی طرح ہے، کہ اس کا پینا تو اختیاری ہے لیکن نشہ غیر اختیاری ہے، جب سبب اختیاری چیز ہے تو اس کا اختیار کرنے والا اس کی وجہ سے بغیر اختیار کے پیدا ہونے والی چیز میں معذور نہیں ہے، جب شراب ممنوع ہے تو نشہ میں مست پڑا شخص معذور نہیں ہے اور بلا شبہ بدنظری کرنا اور تصور محبوب میں پڑے رہنا شراب پینے کی طرح ہے، اور ایسے کرنے والے کو حرام اور ممنوع سبب اختیار کرنے کی وجہ سے ملامت کی جائے گی''۔ [روضۃ المحبین (اردو)، ص:181]

حق بات وہی ہے جو کہ علامہ ابن القیم اور دوسرے علماء رحمہم اللہ نے ذکر کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ''بے شک عشق کے مبادی اور اس کے اسباب اختیاری چیز ہے، جو تکلیف میں داخل ہیں، اور عاشق جان بوجھ کر اپنی نظر سے، سوچ و فکر سے اور معشوق کی راہ میں اس سے ٹکراؤ کر کے عشق کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ اس کے اسباب عاشق کی طرف سے شروع کیے جاتے ہیں۔ اسی لئے وہ اس عشق کے دھندے کو شروع کرنے والا ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے:

تَوَلَّعَ بِالْعشقِ حَتّٰی عَشقَ

فَلَمَّا اِسْتَقَلَّ بِه لَمْ يُطِقْ

رَاٰی لُجةً ظَنَّهَا مَوْجَةً

فَلَمَّا تَمَكَّنَ مِنْهَا غَرِقَ

تَمَنَّى الْاِقَالَةَ مِنْ ذَنْبِه

فَلَمْ يَستَطِعهَا وَلَمْ يَستَطِق

"اس نے [جھوٹ سے] عشق کا گرویدہ ہونا چاہا، یہاں تک اسے حقیقت میں عشق ہوگیا، اور جب یہ عشق کا بوجھ اس پر گراں ہوگیا تو اسکے اٹھانے کی طاقت نہ رکھ سکا۔ اس نے سمندر کا گہرا پانی دیکھا، اور اسے صرف ایک موج خیال کیا، جب وہ پانی میں اچھی طرح داخل ہوگیا تو غرق ہوگیا۔ اب وہ اپنے گناہ سے چھٹکارا پانے کی تمنا کرے گا۔ اسے نہ ہی تو معشوق حاصل ہوئی اور نہ ہی عشق کا بوجھ برداشت کرسکا۔" [ذم الھویٰ، ص:586]

عشق شراب کے نشہ کی طرح ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نشہ والی چیز کو پہلے اپنے اختیار سے لیا جاتا ہے۔ مگر پھر جب اسکی عقل چلی جاتی ہے اور نشہ چڑھ جاتا ہے تو پھر اسے مجبوراً لینا پڑتا ہے۔

جب اس کا سبب پہلی بار اپنے اختیار سے تھا تو اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی برائی کے سلسلے میں کوئی بھی معذور نہیں ہوگا جب مسلسل دیکھتے رہنے اور اپنے محبوب کے بارے میں سوچتے رہنا، پھر اس کے ساتھ تعلقات قائم کرنا یہ سب اپنے اختیار میں تھا، تو عشق بھی اختیاری ہوا۔ اسی لئے انسان کو اس کے عشق پر ملامت کی جاتی ہے۔'

[دل کا بگاڑ، ص:363]

مذکورہ بالا توضیحات سے معلوم ہوا کہ عشق ایک اختیاری چیز ہے۔ اب ذیل میں اس مرضِ مہلک کیلئے دوائے شافی ذکر کی جاتی ہے۔

عشق کا علاج

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مرض (یعنی مرض عشق) کے علاج کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ سرے سے مرض کا مادہ بھی پیدا نہ ہونے پائے، دوسرا یہ کہ مادہ تو پیدا ہو چکا ہے اب اس کا قلع قمع کیا جائے، اور یہ دونوں باتیں اللہ جس کے لئے آسان کردیتا ہے، آسان ہیں اور اللہ کی مدد جس کے لئے نہ ہو اس کے لئے دشوار ہیں۔ سارے

اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

اس مرض کو روکنے کے دو طریقے ہیں: ایک یہ کہ آنکھ کی حفاظت کی جائے کیونکہ نظر و نگاہ ابلیس لعین کا زہر میں بجھا ہوا تیر ہے۔ جس کی نظر و نگاہ آزاد ہے اس کی حسرتیں دائمی ہیں۔ [دوائے شافی، ص:567]

علامہ مزید لکھتے ہیں: "عشق کی بیماری کے حملے سے بچنے کا دوسرا طریقہ (صحیح بصیرت محبوب و مکروہ کے درمیان کا امتیاز، ادنیٰ محبوب کے مقابلہ میں اعلیٰ محبوب کی ترجیح ہے)

مرض عشق کی مدافعت کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ قلب کو ایسے امور میں مشغول رکھا جائے جو اس میں مبتلا ہونے سے دل کو روک سکیں اور اس کی شکل یہ ہے کہ خطرہ، خوف اور ڈر اس کے سامنے پیش کیا جائے یا کوئی ایسی محبت پیش کردی جائے جو اسے جبراً اپنی طرف کھینچ لے اور دوسری جانب سے روک دے۔ جب تک قلب میں اس امر کا خوف نہ ہو کہ فلاں چیز کا فوت ہونا اس محبوب و مطلوب کے حصول سے زیادہ مضرت رساں ہے یا فلاں چیز کا حاصل کرنا اس محبوب و مطلوب کے فوت سے زیادہ مضر ہے یا فلاں چیز کی محبت اس کے لئے اس محبوب و مطلوب سے زیادہ نافع اور موجب خیر ہے یا فلاں چیز کا فوت ہونا اس محبوب و مطلوب کے فوت ہونے سے زیادہ مفید ہے۔ جب تک یہ حقیقت اس کے سامنے نہیں آتی، لازمی طور پر وہ صورتوں اور شکلوں کے عشق میں گرفتار رہے گا۔ اس کی شرح و توضیح اس طرح ہے کہ نفس کسی محبوب و مطلوب کو اس وقت تک ترک نہیں کرتا جب تک کہ اس کے سامنے کوئی اس سے اعلیٰ و برتر محبوب و مطلوب نہ آئے یا اسے اس امر کا خطرہ اور خوف نہ ہو کہ فلاں ناگوار چیز یا فلاں مصیبت و مشکل جو میرے سامنے آئے گی اس کی مدافعت اس محبوب کے فوت ہونے سے میرے لئے زیادہ مضر ہوگی یا ایسا محض دو باتوں کا محتاج ہے اگر وہ ان دونوں کو یا دو میں سے کسی ایک کو ضائع کردیتا ہے تو وہ اپنی جان کو قطعاً کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا:

اول:

یہ کہ اس کے اندر صحیح بصیرت موجود ہو جس کے ذریعہ وہ محبوب اور مکروہ کے درجات کو سمجھ سکے اور ان میں فرق و امتیاز کر سکے۔ اور اعلیٰ محبوب کو ادنیٰ محبوب کے مقابلہ میں ترجیح دے سکے اور بڑے مکروہ کے مقابلہ میں ادنیٰ مکروہ، بڑی معصیت کے مقابلہ میں ادنیٰ معصیت کو برداشت کر لے اور عقل و دانشمندی کا یہی خاصہ اور خصوصیت ہے۔ جو اس طریقہ کے خلاف ہے وہ عقلمند اور سمجھدار نہیں ہے۔ بلکہ بعض اوقات چوپائے اور جانور اس سے زیادہ سمجھتے ہیں۔

دوم:

یہ کہ اس کے اندر عزم و ہمت، صبر و استقامت کی پوری پوری قوت ہو، تاکہ پوری ہمت سے وہ کام کر گزرے اور جو کام چھوڑنے کے قابل ہو اسے چھوڑ سکے۔ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ آدمی ان امور کو اور ان قدروں کو اور قدروں کے تفاوت کو اچھی طرح سمجھتا ہے لیکن اس کے اندر عزم و ہمت کی کمی ہوتی ہے، اور حرصِ نفس عزم و ہمت کی کمی اور خست کی وجہ سے نافع ترین چیز کو خسیس ترین چیز کے مقابلہ میں ترجیح دینے سے قاصر ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص نہ خود اپنی جان کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ کسی دوسرے کو، اللہ امامت فی الدین کا درجہ صرف اسی کو عطا فرماتا ہے جو صبر و یقین کا حامل ہو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ط وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ﴾۔ [السجدة:24/32]

"اور انہی میں سے ہم نے کچھ پیشوا بنائے تھے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے جب کہ انھوں نے صبر کیا اور ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔"

اس قسم کے آدمی اپنے علم سے خود بھی نفع حاصل کر سکتے ہیں اور دوسروں کو بھی ان سے نفع پہنچتا ہے۔ [ماخوذ بقدر ضرورت از دوائے شافی ص:574-576]

عشق چونکہ موجودہ دور میں ایک عام مرض (Common disease) ہے اور اس سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

علامہ ابن القیم لکھتے ہیں: عشق کا شمار امراض قلب میں ہوتا ہے، جو اپنے وجود، اسباب اور علاج تینوں اعتبار سے دیگر امراض سے بالکل جداگانہ ہوتا ہے۔ جب یہ دل میں راسخ ہو جاتا ہے اور پوری طرح گھر کر لیتا ہے تو اس کا علاج اطباء کے لئے دشوار ہو جاتا ہے اور خود مریض بھی اس بیماری سے برگشتہ نظر آتا ہے۔ [طب نبوی (اردو)، ص:498]

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ذیل کی سطور میں اس مرض مہلک کے علاج کے متعلق چند مزید طریقے صفحہ قرطاس کے سپرد کروں:

۱۔ تقویٰ:

تقویٰ کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ انسان اللہ کے عذاب سے بچنے کی کوشش کرے، اللہ کے تمام حکموں کو بجا لائے اور اس کی منع کردہ چیزوں سے باز رہے۔ یعنی انسان ہر وقت اللہ کا خوف اور ڈر اپنے دل میں رکھے اور ہر کام کرنے سے پہلے قرآن و حدیث کو مد نظر رکھے، تقویٰ سے انسان کے دل و دماغ میں ایسی نورانیت پیدا ہوتی ہے جس سے وہ حق اور باطل کو پہچان سکتا ہے۔ ظلمت اور تاریکی چھٹ جاتی ہے اور انسان اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ مقرب اور محبوب بندہ بن جاتا ہے۔ [مفہوم ماخوذ از: فضائل صحابہ، ص10]

جب انسان اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ خود ہی برائیوں کو اس انسان سے دور کر دیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ:

﴿اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾۔ [الانفال:29]

"اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہیں (حق و باطل کے درمیان) فرق کرنے والی (بصیرت) عطا فرمائے گا اور تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور

اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اختیار کرنے والے کو ضمانت دی ہے کہ وہ اس سے اس کے گناہ دور کردے گا۔ چونکہ عشق بھی ایک برائی اور گناہ کا کام ہے لہٰذا تقویٰ اختیار کرنے سے اللہ تعالیٰ اس بیماری سے بھی محفوظ رکھے گا۔

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ ''عشق کا بہترین علاج'' بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''تم عشق کی اور محبوب کے نظارہ کی لذت کے وقت موت کی کڑواہٹ کو یاد کرلیا کرو جس کا نام رسول اللہ ﷺ نے ''لذات کو شکست دینے والی'' رکھا ہے اور حالت نزاع کی سختی کو یاد کرلیا کرو اور ان مردوں کے بارے میں غور کیا کرو جو اپنے کئے ہوئے اعمال بد کی سزا بھگتنے کے لئے قید ہیں۔ ان میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جو اپنے کسی گناہ کو مٹا سکے اور نہ کوئی ایسا ہے جو اپنی کسی نیکی کا اضافہ کر سکے۔ پس اے آزادی پسند تو (بھی بے کار راستہ میں) سرگرداں نہ ہو''۔ [ذم الھوٰی (اردو)،ص:259]

یہ تو یقینی بات ہے کہ اللہ کا تقویٰ اس کا ڈر، موت کا ڈر وغیرہ چیزیں انسان تب ہی اختیار کرے گا جب اس کے اندر علم شرعی کا مادہ ہوگا۔ کیونکہ یہی وہ علم ہے جس کے ذریعے خالق حقیقی کی معرفت حاصل ہوجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾۔[الفاطر:28]

''بے شک اللہ تعالیٰ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔''

ii اور iii نظر کی حفاظت اور صبر واستقامت:

ان دونوں کے متعلق تفصیلی بیان پیچھے گذر چکا ہے۔ نظر ونگاہ کی حفاظت اس لئے ضروری ہے کیونکہ نظر ابلیس کا زہر آلود تیر ہے۔ انکھ کی حفاظت میں یہ فائدہ ہے کہ وہ مسموم اور زہر آلود تیر جو قلب تک پہنچ کر انسان کو ہلاک کر دیتا ہے، قلب تک پہنچنے نہیں پاتا۔ بقولِ کسے:

حکم ہے اس واسطے غض بصر
تا ہو زہر عشق سے دل بے خطر

بے شک صبر کا انجام بہت ہی خوبصورت اور عمدہ ہوتا ہے۔ کامیابی صبر کی ساتھ ہے اور اس وقت انسان اگر صبر کا کڑوا گھونٹ بھرے تو یہ آخرت میں جہنمیوں کا گندہ خون اور پیپ پینے سے بہت ہی بہتر ہے۔ [دل کا بگاڑ،ص:401]

یقینا جو شخص عشق کی قباحتوں اور برائیوں پر غور کرنے کے بعد عزم صمیم کرلے کہ وہ اس غلط اور حرام کام سے باز آئے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا راستہ آسان فرمادے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾۔[العنکبوت:69]

''اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں دکھادیں گے۔''

iv۔ دُعا:

دعا ایسا ہتھیار ہے جو اس وقت بھی ساتھ نبھاتا ہے جب دیگر تمام مادی ہتھیار ناکام ہوجاتے ہیں۔ انسان کو ہر وقت اپنے اللہ سے اصلاحِ قلب اور اصلاح نفس کی دعا کرنی چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّي أَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى))

[صحیح مسلم،کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار،باب فی الأدعیة،رقم الحدیث(6904)]

''اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں ہدایت کا اور تقویٰ کا اور پاکدامنی کا اور تونگری کا۔''

اگر انسان باقی تمام دواؤں سے عاجز آجائے، باقی تمام دوا اثر کرنا چھوڑ دیں، ان حالات میں یہی تو ایک دوا ہے جو اپنا اثر دکھا سکتا ہے بشرطیکہ دعا کے آداب کا خیال رکھا جائے۔

ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ! مجھے کوئی دُعا سکھا دیجئے،

آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہو:

((اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ، وَ مِنْ شَرِّ بَصَرِیْ، وَ مِنْ شَرِّ لِسَانِیْ، وَ مِنْ شَرِّ قَلْبِیْ وَ مِنْ شَرِّ مَنِیِّیْ))

[ابو داؤد، کتاب الوتر، باب فی الإستعاذة، رقم الحدیث (1551)]

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کان کی برائی سے، آنکھ کی برائی سے، زبان کی برائی سے، دل کی برائی سے اور مادہ منویہ کی برائی سے''۔

اس حدیث کی شرح میں ابوعمار عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ رقمطراز ہیں ''اس دعا میں تمام قسم کے گناہوں اور ان کے اسباب سے تحفظ کی دُعا ہے۔ کان سے انسان بری باتیں، مزامیر (ساز و آواز یعنی گانے بجانے) غیبت اور جھوٹ وغیرہ سنتا ہے۔ آنکھ سے غیر محرم اور حرام چیزوں کو دیکھنا اور پڑھنا مراد ہے۔ زبان سے کفر، شرک، بدعت، جھوٹ، بہتان، غیبت اور گالی گلوچ وغیرہ ہوتی ہے۔ دل کی برائی نفاق، حسد، بخل، طمع اور کبر وغیرہ ہیں۔ مادہ منویہ کی برائی یہ ہے کہ انسان اپنے جذبات جنسی پر قابو نہ رکھ سکے اور اس وجہ سے خباثت پر آمادہ ہو یا بے محل نطفہ بہائے یا اس سے ایسی اولاد پیدا ہو جو فتنہ وفساد کا باعث بنے''۔ [سنن ابی داؤد مترجم وفوائد از عمر فاروق سعیدی ج:2۔ص،216]

لہٰذا مرض عشق سے بچنے کے لئے یہ ایک اہم دعا ہے۔

v۔ فرار:

معشوق کی سرزمین سے دوری اختیار کر لینا مرضِ عشق کے بڑے اور کامیاب ترین علاج میں سے ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے: ''جو آنکھ سے دور ہوتا ہے وہ دل سے بھی دور ہوتا ہے۔ عاشق کو چاہیے کہ اپنے معشوق کا شہر چھوڑ کر کسی دوسرے شہر کی طرف سفر کر لے، اور اس جگہ کو چھوڑ دے جہاں سے اس کے معشوق کا دیدار ہو۔ پس یا تو وہ اپنی رہائش گاہ بدل ڈالے، یا پھر اپنے کام کاج کی جگہ کو۔

مسلمان پر واجب ہے کہ وہ شیطان کی چالوں سے بچ کر رہے، اور ان مکاریوں سے دور رہے جو عاشقوں اور محبت کرنے والوں کو پٹیاں پڑھائی جاتی ہیں۔

[دل کا بگاڑ، ص:394]

جناب اصمعی **(قال الذهبی رحمه الله: ''الامام العلامة الحافظ حجة الأدب لسان العرب ابو سعید عبد الملک بن قریب بن عبد الملک۔۔۔الاصمعی البصری اللغوی الاخباری، أحد الأعلام)**

[سیر أعلام النبلاء، بتحقیق الأرنؤوط:10\178 (المکتبة الشاملة)]

فرماتے ہیں میں نے ایک دیہاتی سے پوچھا: تم کچھ محبت کی حقیقت ذکر کرو؟ تو اس نے کہا: ''محبت ایک پودا ہے، اس کا بیج دیکھنا ہے اس کا پانی بار بار دیکھنا ہے، اس کی پرورش وصال ہے، اس کی کمی علیحدگی ہے اور اس کا نتیجہ گناہ اور خُدا کی نافرمانی اور جنون ہے''۔

[ذم الھویٰ (اردو)، ص:254]

دیہاتی بھی عشق کی کمی کے لئے محبوب سے الگ ہونے کا نسخہ بتا رہا ہے۔

vi۔ اس کے علاوہ عاشق کو معشوق کی برائیوں پر بھی غور و فکر کرنا چاہئے، اپنے آخرت کی فکر کرنی چاہیے، اپنے مقصد تخلیق پر غور کرنا چاہیے۔ نیز اپنے معشوق سے ملاقات اور خلوت نشین ہونے کے وقت اپنے رب کی عظمت اور جلالت کو اپنے سامنے رکھے اور اپنے آخرت کی فکر کرے۔ نیز اس خلوت کے بارے میں جو وعید احادیث میں بیان کی گئی ہے اس پر بھی غور کر کے اس عمل سے باز آ جائے۔

اے اللہ کے بندے! اب بھی وقت ہے عشق کے پھندے سے اپنے آپ کو آزاد کر کے نفسانی خواہشات کی پیروی چھوڑ دے۔ اپنے رب کے خوف کو اپنے دل میں جگہ دے۔ اور یہ یاد رکھ جو شخص اپنے رب کا خوف کھا کر کسی برائی سے باز رہے گا اللہ تعالیٰ اس کو دو جنتیں عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ﴾۔ [الرحمن:46]

''یعنی جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں''۔

بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مصیبت ساری کی ساری تیری نفسانی خواہشات میں ہے اور شفاء ساری کی ساری ان کی مخالفت میں ہے''۔

[روضۃ المحبین (اردو)، ص:551]

عشق کی تباہ کاریاں

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ عشق کی تباہ کاریوں کو مختصر اور جامع الفاظ میں اس طرح بیان کرتے ہیں:

i۔ بے شک عشق کی تکلیف سے عقل اور علم کی کمی، اخلاقیات اور دین میں خرابی، اور دین و دنیا کی مصلحتوں سے بے پروائی [اور لاعلمی] پیدا ہوتے ہیں۔ وہ اس چیز سے کئی گنا بڑھ کر ہیں جو کوئی اگر اچھی چیز اس کی وجہ سے پیدا ہوتی ہوگی۔ اس پر سب سے بہترین شاہد امتوں کے حالات اور لوگوں کے واقعات اور ان کی خبریں ہیں۔ جو کہ انسان کو معاینہ اور تجربہ سے بے نیاز کر دیتی ہیں۔ جس انسان نے اس کا تجربہ کیا ہو یا اس کا معاینہ کیا ہو، اس کے لئے اتنی ہی عبرت کافی ہے۔ کبھی بھی کوئی عشق ایسا پایا ہی نہیں گیا جس کا نقصان اس کے فائدے سے بڑھ کر نہ ہو''۔ [الإستقامة:1\459 بحوالہ دل کا بگاڑ، ص:366]

ii۔ ہم پہلے ہی یہ عرض کر چکے ہیں کہ بسا اوقات عشق کفر کا موجب بنتا ہے اور اس سے بڑھ کر تباہی اور کیا ہوگی۔

iii۔ حسن خاتمہ کی توفیق سے محرومی: ہم نے اس بات کو مختلف واقعات کے ذریعے ثابت کر دیا ہے کہ اکثر عاشقوں کا انجام صحیح نہیں ہوتا۔ پیچھے اس بات کو تفصیل سے ذکر کیا جا چکا ہے۔

iv۔ چونکہ عشق کرنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے لہٰذا عاشق کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ

اپنی دینی و دنیوی مصلحتوں سے تجاہل عارفانہ برتتا ہے اور عشق کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھتا ہے۔ دن و رات معشوق کی یاد میں گزارتا ہے اور اپنے رب کے ذکر سے دور ہو جاتا ہے۔ یہ تو یقینی بات ہے کہ جو چیز انسان کو سب سے زیادہ محبوب ہوتی ہے، ''انسان اکثر اس کا تذکرہ کرتا ہے یا اکثر اوقات اپنے دل میں اس کو یاد کرتا ہے۔ (مَنْ اَحَبَّ شَيْئاً ذَكَرَهُ كَثِيراً)۔ چونکہ عاشق کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے زیادہ اپنا معشوق محبوب ہوتا ہے لہٰذا اکثر اوقات اسی کو یاد کرتا رہتا ہے اور یہ بات بھی یاد رہے کہ جس قدر انسان کے اندر غیر اللہ کی محبت زیادہ ہو جاتی ہے اسی قدر وہ اللہ کی محبت سے محروم ہو جاتا ہے۔

v۔ عاشق کے اندر حیا کا فقدان بھی پایا جاتا ہے کیونکہ جب اس کے خیر خواہ لوگ اس کو عشق کرنے پر ملامت کرتے ہیں تو وہ اس سے شرمانے کے بجائے لطف اندوز ہو جاتا ہے۔ بقول علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ اس کا قلب زبان قال سے پکارتا ہے''۔

وَقَفَ الْهَوٰى بِیْ حَيْثُ اَنْتَ فَلَيْسَ لِی
مُتَاَخِرٌ عَنْهُ وَلَا مُتَقَدِمٌ

''تیری محبت نے مجھے وہاں لا کھڑا کر دیا جہاں تو ہے اب مجھے یہاں سے نہ کوئی پیچھے ہٹا سکتا ہے نہ آگے بڑھا سکتا ہے''۔ [دوائے شافی، ص:566-567]

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اِذَا لَمْ تَسْتَحِيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ)

[صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب اذا لم تستحی فاصنع ماشئت، رقم الحدیث (3484)
سنن ابی داؤد، کتاب الأدب باب فی الحیاء، رقم الحدیث (4797)]

''یعنی جب شرم ہی نہ رہی تو جو جی چاہے کر۔''

معلوم ہوا کہ جب عاشق میں حیا ہی نہ رہی تو وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔

vi۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب عاشق یا معشوق دونوں کے یا دونوں میں سے کسی ایک کے بھی گھر والے ان دونوں کا باہم نکاح کرنے پر متفق نہیں ہو جاتے تو لڑکا، لڑکی کو اس

کے گھر سے خفیہ پلاننگ کر کے نکالتا ہے اور پھر بغیر اس لڑکی کے ولی کے اس سے نکاح کر لیتا ہے۔ یہ نکاح بنگاہِ شریعت باطل و مردود ہے۔ چونکہ آجکل اس طرح باطل طریقے ہو نے والے نکاحوں کی تعداد بہت بڑھ رہی ہے اسی لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس نکاح کا شرعی حکم تفصیل سے بیان کیا جائے۔

اس نکاح کی شرعی حیثیت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے، رسول ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت نے اپنے والی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے۔ تین بار فرمایا۔ اگر شوہر اس سے صحبت کر لے تو اس کو مہر دینا پڑے گا۔ بسبب اس کے جو اس نے اس سے فائدہ حاصل کیا۔ اگر ولیوں کا جھگڑا ہو جائے تو حاکم ولی ہے اس کا جس کا کوئی ولی نہ ہو۔''

[سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی الولی، رقم الحدیث (2083)]

شارح عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ لکھتے ہیں: ''عورت از خود اپنا نکاح نہیں کر سکتی۔ ولی کا ہونا صحت نکاح کے لئے لازمی شرط ہے۔ ایسی تمام آیات و احادیث جن میں'' نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف ہے'' وہ ان صحیح احادیث کی روشنی میں ولی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ زندگی کے اس اہم فیصلے میں ان پر جبر نہیں کیا جاسکتا''۔

[سنن ابی داؤد (ترجمہ و فوائد از سعیدی) ج:2، ص:601]

شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا بالغ لڑکی کا نکاح بغیر ولی کے کیا جاسکتا ہے؟

تو ان کا جواب تھا:

یہ علم میں ہونا چاہئے کہ بغیر ولی کے عورت کی شادی صحیح نہیں، صحابہ و تابعین اور ان کے بعد کے جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور اسی پر کتاب و سنت اور آثارِ سلف دلالت کرتے ہیں۔

شیخ صالح بن فوزان حفظہ اللہ سے والد کی اجازت کے بغیر کنواری لڑکی کی شادی کے متعلق دریافت کیا گیا؟

تو ان کا جواب تھا:

عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے والد کی اجازت کے بغیر شادی کرے کیونکہ وہ اس کا ولی و سرپرست ہے اور اس سے زیادہ اچھی نگاہ رکھنے والا ہے، لیکن والد کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ صالح و کفو (برابری کا) رشتہ ملنے کے باوجود بھی اپنی بیٹی کو شادی سے روکتا پھرے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس ایسا شخص رشتہ لے کر آئے جو با اخلاق اور امین ہو تو اس سے شادی کرو ورنہ زمین میں فتنہ و فساد ہوگا۔

[سنن ابن ماجه، أبواب النكاح، باب الأكفاء، رقم الحديث (1967) و اسناده ضعيف]: ناقلة

اور بیٹی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس شخص سے شادی پر اصرار کرے جس سے شادی پر اس کا والد راضی نہیں کیونکہ والد اس سے زیادہ دور تک نگاہ رکھنے والا ہے اور اس لئے بھی کہ وہ نہیں جانتی شاید اس سے شادی نہ کرنے میں ہی خیر ہو، اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ﴾۔[البقرة:216]

''اور قریب ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لئے بُری ہو''۔

اور اس پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتی رہے کہ اس کے لئے کوئی نیک شوہر اختیار فرمائے۔ [فتاوٰی نکاح و طلاق، ص:84]

شیخ ابوالحسن مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ سے پوچھا گیا: ''ولی کے بغیر نکاح کی کیا شرعی حیثیت ہے اگر کوئی عورت خود اپنا نکاح کر لے تو کیا وہ نکاح ہو جائے گا؟ تو شیخ صاحب آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے استدلال کرتے ہوئے آخر پر اس نتیجے پر پہنچے ہیں:

''ان تمام دلائل و حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کتاب و سنت اور جمہور ائمہ محدثین کے نزدیک عورت کا نکاح ولی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ جو عورت اپنا نکاح خود

کرلیتی ہے ایسا نکاح باطل ہے اور ان کے درمیان جدائی کرادی جائے گی تاکہ وہ ناجائز فعل کے مرتکب نہ ہوں۔ [دیکھیے:احکام وسائل ص:438-442]

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ کورٹ میرج(Court Marriage) کا اسلام میں کوئی تصور نہیں اور یہ ابلیس کی مکاریوں میں سے ایک بہت بڑی مکاری ہے جس میں وہ بہت حد تک کامیاب ہو چکا ہے۔

شیخ مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ سے ''کورٹ میرج'' کی شرعی حیثیت کے بارے میں پوچھا گیا تو شیخ نے جواباً فرمایا:''موجودہ معاشرے میں امت مسلمہ کے اندر فحاشی،عریانی اور بے حیائی کو عام کرنے کے لئے مختلف یہودی ادارے آزادئ نسواں کے نام سے اٹھنے والی تحریکیں اور یہود و نصاریٰ کے تحت اسلامیات کی ڈگریاں لینے والے پروفیسرز اور وکلاء اپنا اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔اگر کوئی لڑکا اور لڑکی عشق معاشقے کے مارے گھر سے راہ فرار اختیار کرتے ہیں تو انہیں پولیس اور نام نہاد عدالتوں کا سہارا مل جاتا ہے۔وہ اپنی اس غلط روش کو ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کے بندھن کا روپ دے لیتے ہیں۔آج کل نوجوان لڑکیوں کی خودسری اور گھروں سے فرار کی وبا عام ہے۔بدقسمتی کی بات ہے کہ بعض نام نہاد علماء بھی انہیں سند جواز فراہم کرتے ہیں۔ان بدقماش اور آوارہ لڑکیوں کی تائید کر کے معزز اور شریف والدین کی بے عزتی اور بے بسی کو نظرانداز کر دیتے ہیں۔لیکن اس تاریک دور میں بعض جج ایسے بھی ہیں جو عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر اس بے راہ روی پر قابو پانے کے لئے ایسی لڑکیوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں اور کتاب وسنت کے دلائل کو مدِنظر رکھ کر صحیح فیصلہ بھی کر جاتے ہیں لیکن ایسے لوگ آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔اکثر جج یہی فیصلہ کئے جا رہے ہیں کہ اگر لڑکا اور لڑکی گھر سے فرار ہو کر کے عدالت کے سامنے یا پولیس ہی کے سامنے ازدواجی زندگی کا اقرار کر لیں تو یہ نکاح صحیح شمار ہوگا حالانکہ کتاب وسنت کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نکاح باطل ہے۔اس نکاح کے باطل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس نکاح میں لڑکی

اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرتی ہے اور یہ بات پچھلے مسئلے میں ثابت کی جا چکی ہے کہ شریعت اسلامیہ میں ولی کی اجازت کے بغیر کیا گیا نکاح باطل وناجائز ہے۔

قارئین کرام!یہ تھی اس نکاح کی شرعی حیثیت!!!۔

خاتمہ

آپ نے گزشتہ اوراق میں محبت ، پاکدامنی اور عشق جیسے اہم موضوعات پر تفصیل سے پڑھا۔اس کتاب کے اختتام پر میں قارئین کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرنا چاہتی ہوں کہ اس کتاب کا مقصد تالیف ہمارے معاشرے کی بڑھتی ہوئی بے راہ روی ہے۔ اللہ تعالی سے یہی امید کرتی ہوں کہ وہ اس کتاب کو اس بے راہ روی پر قابو پانے کا ذریعہ بنائے گا تا کہ ہماری نوجوان نسل اپنا حقیقی مقصد تخلیق پہچانے۔اور اپنے اہداف کو پانے کی سعی مشکور کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اس کتاب کو میرے لئے توشۂ آخرت بنائے اور میری ،میرے والدین، اساتذہ، گھر والوں اور دیگر تمام معاونین اور قارئین کی مغفرت فرما کر ہم سب کو جنت الفردوس میں جمع فرمائے۔ (آمین)

وصلّی اللہ تعالی علی خیر خلقه محمدٍ و علی آله و صحبه أجمعين.

15 جون 2017ء

بمطابق 19 رمضان المبارک 1438ھ

صباح الخمیس-قبل الظهر

مراجع ومصادر

	کتاب	مؤلف	سن اشاعت	ناشر
۱۔	القرآن الکریم			
۲۔	صحیح البخاری مع شرح داؤد راز	امام محمد بن اسمٰعیل بخاری	ستمبر ۲۰۱۲ء	دار العلم ممبئ
۳۔	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری	۲۰۱۵ء	دار العلم ممبئ
۴۔	سنن ترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی	جولائی ۲۰۱۵ء	مکتبہ الفہیم یوپی
۵۔	سنن ابی داؤد مع شرح سعیدی	امام ابوداؤد سجستانی	مئی ۲۰۰۸ء	دار الکتب الاسلامیہ
۶۔	سنن نسائی	امام احمد بن شعیب نسائی	اگست ۲۰۱۳ء	دار العلم ممبئ
۷۔	سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید ابن ماجہ	اکتوبر ۲۰۱۱ء	دار الکتب الاسلامیہ
۸۔	تفسیر احسن البیان	حافظ صلاح الدین یوسف	ستمبر ۲۰۰۹ء	مکتبہ الفہیم یوپی
۹۔	تفسیر ابن کثیر	عماد الدین حافظ ابن کثیر	اکتوبر ۲۰۱۲ء	دار العلم ممبئ
۱۰۔	روضۃ المحبین (اردو)	علامہ ابن القیم الجوزیہ	۲۰۰۸ء	اریب پبلیکیشنز
۱۱۔	دوائے شافی	علامہ ابن القیم الجوزیہ	۲۰۱۱ء	دار العلم ممبئ
۱۲۔	عشق رسول	از ذوالفقار نقشبندی	نومبر ۲۰۰۱ء	واحدی پبلیشرز دیوبند
۱۳۔	حیا اور پاکدامنی	از ذوالفقار نقشبندی	۲۰۱۴ء	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
۱۴۔	لاتقربوا الفواحش (اردو)	جمال عبد الرحمٰن اسمٰعیل	اکتوبر ۲۰۰۹ء	مکتبہ رحمانیہ
۱۵۔	محترم ہستیوں کے ساتھ کون سا لفظ استعمال کیا جائے، محبت یا عشق؟	عبد اللہ ناصر رحمانی	فروری ۲۰۱۶ء	مکتبہ افکار اسلامی
۱۶۔	فتاوٰی اسلامیہ	محمد بن عبد العزیز المسند		مکتبہ دار السلام
۱۷۔	احکام وسائل	مفتی مبشر احمد ربانی		الکتاب انٹرنیشنل
۱۸۔	انسان اور گناہ	حافظ مبشر حسین لاہوری	۲۰۱۳ء	اریب پبلیکیشنز

۱۹۔ ذم الھویٰ (اردو)..........حافظ ابن الجوزی..........اعتقاد پبلیشنگ ہاوس

۲۰۔ دل کا بگاڑ..........محمد صالح المنجد..........۲۰۱۴ء..........دار العلم ممبئ

۲۱۔ زاد المعاد (اردو)..........حافظ ابن القیم الجوزیہ..........۱۹۹۰ء..........نفیس اکیڈمی کراچی

۲۲۔ II-CHINAR..........

۲۳۔روح ادب : بی ۔ اے سال اول..........

۲۴۔ نیکی کے سفیر..........محمد بن عبدالرحمٰن العریفی..........مکتبہ دار السلام

۲۵۔ علی بن ابی طالب شخصیت اور کارنامے..........علی محمد محمد الصلابی..........اگست ۲۰۱۲ء..........ندوۃ السنہ یوپی

۲۶۔ فتاوٰی نکاح وطلاق..........حافظ عمران ایوب لاہوری..........جون ۲۰۱۲ء..........مکتبہ الفہیم یوپی

۲۷۔ محبت کرنا سیکھئے مگر کس سے اور کیسے؟..........عبداللہ اعجاز تیمی..........نومبر ۲۰۱۴ء..........الکتاب انٹرنیشنل

۲۸۔محبت کیوں، کس سے اور کیسے؟..........ابوحمزہ عبد الخالق صدیقی..........۲۰۱۳ء..........شیخ مختار پبلیکیشنز

۲۹۔المنجد..........فرید بکڈپو دہلی

۳۰۔القاموس الجدید (عربی ۔ اردو)..........وحید الزماں قاسمی کیرانوی..........اپریل ۲۰۰۹ء..........کتب خانہ حسینیہ دیوبند

۳۱۔فیروز اللغات..........مولوی فیروز الدین..........اگست ۲۰۰۶ء..........اعتقاد پبلیشنگ ہاوس

۳۲۔فضائل صحابہ..........حافظ شیر محمد..........مئی ۲۰۱۰ء..........مکتبہ اسلامیہ پاکستان

۳۳۔روح کی بیماریاں اور ان کا علاج..........حکیم اختر صاحب..........دسمبر ۱۹۹۳ء..........مکتبہ جاوید دیوبند

۳۴۔معاشرے کی مہلک بیماریاں اور ان کا علاج..........شیخ احمد بن حجر..........۲۰۱۶ء..........دار العلم ممبئ

۳۵۔دل کی اصلاح..........محمد صالح المنجد..........۲۰۱۴ء..........دار العلم ممبئ

۳۶۔بدکاروں کی زندگی کا عبرتناک انجام..........مجدی فتحی السید..........۲۰۱۱ء..........دار العلم ممبئ

۳۷۔طب نبوی..........حافظ ابن القیم الجوزیہ..........۲۰۱۴ء..........دار العلم ممبئ

☆☆☆

☆

□

یادداشت

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....